ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

بیادگار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

مورخہ ۱۹ ؍ اکتوبر سنہ ۱۹۶۲ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

ھدیہ ۲۵ پیسے

احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ مُعَاذٍ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حِمَارٍ يُقَالُ لَهٗ عُفَيْرٌ فَقَالَ يَا مُعَاذُ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَّعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُبَشِّرُ النَّاسَ قَالَ لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوْا

(رواھا الشیخان والترمذی)

ترجمہ معاذؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دراز گوش پر سوار تھے جس کو عفیر کہا جاتا ہے۔ میں آپؐ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا آپؐ نے آواز دی اے معاذ (بعض روایات میں تین بار آواز دینے کا ذکر ہے تاکہ یہ خوب متوجہ ہو جائیں) جانتے ہو بندوں پر خدا کا اور خدا پر بندوں کا کیا حق ہے۔ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسولؐ کو زیادہ علم ہے۔ فرمایا اللہ کا حق اس کے بندوں، پر یہ ہے کہ صرف اسی کی بندگی کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا اللہ پر یہ حق ہے کہ جو اس کا شریک نہ ٹھہرائے اس کو عذاب نہ دے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اجازت ہو تو یہ خوشخبری اور لوگوں کو بھی سنا دوں۔؟ فرمایا نہیں کہیں وہ اسی پر بھروسہ کرکے بیٹھ نہ رہیں۔ (اس حدیث کو شیخین اور ترمذی نے روایت کیا ہے)

تشریح:۔ اس ان پڑھ نو مسلم کی سمجھ میں بھلا خدا کی رحمت کی وسعت کا تصوّر کہاں آ سکتا تھا یہی اس کے خلوص کی بڑی بات تھی کہ اس نے اس نعمت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شرکت گوارا کر لی مگر اس سے زیادہ شرکت وہ برداشت نہ کر سکا کہ اس بیچارہ کے خیال کے موافق شرکا کی تعداد جتنی بڑھتی جائے گی اس کا حصہ اتنا ہی گھٹتا جائے گا۔ آپؐ نے فرمایا گھبرا مت رحمت تو اتنی ہے کہ سب پر چھا جائے پھر تنگ نہ ہو، تو ہی اسے تنگ سمجھ رہا ہے، ان الفاظ میں قرآنی لفظ رحمتی وسعت کی طرف اشارہ تھا، سبحان اللہ جواب میں کتنی سادگی اور سادگی میں کتنی حقیقت ہے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ النَّاسِ عَلَى اللّٰهِ وَمَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى النَّاسِ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ حَقُّ اللّٰهِ عَلَى النَّاسِ اَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَحَقٌّ عَلَيْهِ اَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ

(رواہ احمد)

ترجمہ:۔ ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوہریرہ جانتے ہو لوگوں کا خدا پر اور خدا کا لوگوں پر کیا حق ہے۔ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسولؐ ہی زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا خدا کا حق لوگوں پر یہ ہے کہ وہ اسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور جب وہ ایسا کریں تو اس پر یہ حق ہے کہ پھر ان کو عذاب نہ دے (اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے)۔

تشریح:۔ عام طور پر اس بشارت کو سنانے کی ممانعت کا یہ مطلب نہیں تھا کہ آپؐ کو صحابہؓ کے متعلق فرائض چھوڑ بیٹھنے کا کوئی احتمال ہو سکتا تھا۔ فرض و واجب جن کا شریعت مطالبہ رکھتی ہے بھلا کون ترک کرتا بلکہ یہاں صرف وہ اعمال مراد ہیں جہاں بندہ رغبت میں سرگرمی اور اطمینان کے حال میں سرد مہری دکھلانے کا خود مختار ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان ایسا کمزور اور بے صبر ہے کہ خوف زیادہ ہے جب عمل سے معطل ہو جاتا ہے اور اگر اطمینان زیادہ ہو تو بھی سست رفتار بن جاتا ہے۔ رحمت چاہتی ہے کہ ہر حال دے اور اتنا دے جتنا کوئی حریص سے حریص لے سکتا ہے۔ دوزخ سے نجات کوئی شبہ نہیں کہ انسان کے لیے بڑی کامیابی ہے مگر رحمت صرف اس پر راضی نہیں وہ چاہتی ہے کہ اپنے وفاداروں کو اپنے اور خزائن لوٹنے کا موقع دے اس لیے مقصود یہ ہے کہ عملی سرگرمی زیادہ سے زیادہ جاری رہے۔

بعض احادیث مبارکہ میں کلمۂ شہادت کے ساتھ نماز روزہ کا بھی ذکر ہے اور وہاں بھی بشارت پر یہی سوال و جواب مذکور ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہاں نماز، روزہ جیسے فرائض میں سستی کا ذکر نہیں بلکہ ان عبادات نافلہ کا ذکر ہے جس میں نفسیاتی تاثرات سے انسان سستی یا چستی دکھلانے کا مختار ہے کوئی شبہ نہیں کہ اگر صدرِ اول کے نو مسلموں کو صرف فرائض پر جنت کی بشارت سنا دی جاتی تو ان میں نوافل کی ادائیگی کا جذبہ سست پڑ جانے کا اندیشہ ہو سکتا تھا دوسری جگہ اس کی صاف تصریح ہے کہ جنّت میں ایک سے ایک بڑھ کر طبقہ ہے۔ رحمت کا اقتضا یہ ہے کہ وہ سب کو اس کی ترغیب دے۔ کہ وہ زیادہ سے زیادہ سعی کرکے جنّت کا بلند سے بلند مقام حاصل کرے اور صرف نجات پر قناعت کرکے مقاماتِ عالیہ سے محروم نہ رہے ٭

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھفت روزہ

خدام الدین

لاھور

فون نمبر ——— ۶۷۵۴۵

جلد ۸ | ۱۹ جمادی الاوّل ۱۳۸۲ھ | شمارہ ۲۵

مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۲ء

پاکستان و ھندوستان میں

سالانہ .... ۱۱ روپے
ششماہی .... ۶ روپے
سہ ماہی .... ۳ روپے
فی پرچہ .... ۲۵ پیسے

• سعودی عرب • کویت
• ایران • افریقہ • ملایا
• ھانگ کانگ • انگلینڈ
کیلئے
سالانہ چندہ
عام ڈاک سے
۱۸٫۸۷ روپے
ہوائی ڈاک سے
۴۵٫۰۰ روپے

امریکہ
عام ڈاک سے
۲۴ روپے
ہوائی ڈاک سے
۸۲٫۶۰ روپے

نوٹ
بیرونی ممالک کے لئے چھ ماہ سے کم میعاد کے لئے پرچہ جاری نہیں کیا جائے گا

روس اور مغربی ممالک

افریقہ اور ایشیا کے سینکڑوں مسلم ممالک ایک عرصہ سے یورپ کی مختلف حکومتوں کے غلام تھے۔ ان ممالک میں جب بھی کوئی آزادی کی تحریک جنم لیتی ہے تو روس اس کی پشت پناہی کرتا ہے اور مغربی ممالک استعمار کی لعنت سے گلو خلاصی کے بعد ہر ملک کی نئی حکومت کو فوراً تسلیم کر لیتا ہے۔ اگر کسی ملک میں خانہ جنگی کی صورت پیدا ہوتی ہے تو جھٹ ماسکو سے اعلان ہو جاتا ہے کہ اس ملک کے اندر بیرونی مداخلت کسی صورت میں بھی برداشت نہیں کی جائے گی۔ پھر کوئی پارٹی اگر کسی ملک میں مغربی ملکوں کے اقتدارِ اعلیٰ یا سرپرستی کو اپنے ہاں قائم رکھنا چاہتی ہے تو روس اس کے خلاف آواز اٹھانا اور اس کے مقابلے میں دوسری پارٹی کی ہر ممکن امداد کرنا فرض گردانتا ہے لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ روس اسلام دوستی کی پالیسی پر گامزن ہے یا وہ مسلم ممالک سے دلی انس و محبت کا رشتہ استوار کئے ہوئے ہے اور نہ کوئی عقلمند اس کا تصور ہی کر سکتا ہے۔ اور روس یا کسی دیگر دہریہ یا نصرانی حکومت سے اس قسم کی توقع رکھنا بھی خود کو فریب میں مبتلا کرنے کے مرادف ہے۔

درحقیقت روس نے کافی قوت فراہم کر لی ہے اور وہ اب کسی بڑی سے بڑی قوت کو بھی خاطر میں نہیں لاتا۔ لے دے کر صرف امریکہ ہے جو وسائل و ذرائع کی بہتات کے باعث، نیز ایجادات و کارخانہ جات کی کثرت کی وجہ سے اس کے مقابلہ میں سینہ سپر ہے۔

باقی دنیا کے عملاً دو حصے ہیں کوئی امریکہ کے حلیف ہیں اور کچھ روس کے ساتھی۔

روس ہر آزاد ہونے والے ملک کی حمایت یا ہر اس فریق کی حمایت جو مغربی ممالک کا ٹوڈی نہ ہو۔ اس لئے نہیں کرتا کہ اس کو اسلام یا خاص قسم کے مسلمانوں سے پیار ہے۔ مقصد اس کا صرف یہ ہے کہ وہ اپنے مقابل امریکہ یا امریکہ کے دوستوں کو کمزور دیکھنا چاہتا ہے۔ اس کی دلی تمنا یہ ہے کہ برطانیہ، فرانس، ہالینڈ، بلجیم وغیرہ امریکی گروپ کے ممبروں کا اقتدار ان کے مقبوضات سے اُٹھ جائے۔ اس طرح اگرچہ ان آزاد ہونے والے ممالک پر روس کا قبضہ نہیں ہو سکتا مگر دشمن کی طاقت کمزور اور سیاسی میدان تنگ ضرور ہو جاتا ہے۔ یہ فائدہ بھی روس کو بہرحال پہنچ جاتا ہے کہ وہ نو آزاد ممالک سے تجارتی یا سیاسی معاہدات اور تعلقات استوار کر کے ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے میں بالآخر کامیاب ہو ہی جاتا ہے، جس سے اس کی بین الاقوامی پوزیشن بھی مزید وقیع ہوتی ہے۔ اور روس تو اُن ممالک کی طرف بھی دوستی کا ہاتھ بڑھانے میں بخل نہیں کرتا جو کم از کم غیر جانبدار رہنا چاہیں۔ کیونکہ اس سے اگرچہ اس کی اپنی قوت میں اضافہ تو نہیں ہوتا مگر مقابل فریق کی قوت یقیناً کمزور ہوتی ہے اور اس کا فائدہ بھی بہرحیثیت روس کو پہنچتا ہے۔

یہ حقیقت سمجھ لینے کے بعد ہر شخص جان سکتا ہے کہ مسلم ممالک جو کسی ٹوڈی حکمران سے نجات کے خواہاں ہیں یا ملک کو آزاد دیکھنے کے آرزو مند ہیں کیوں روس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہیں؟ اور روس کس غرض سے ان کی امداد کرتا ہے؟ دراصل روس کو اپنے مفاد کے لئے ایسا ہی اقدام کرنا چاہئے اور غلام ممالک کو بھی اپنی آزادی کے حصول کی خاطر اور اس مثل کے مصداق کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا یہی طرزِ عمل اختیار کرنا چاہئے۔ قوم جب غلامی کی چکی میں پس رہی ہو اور جنگ آزادی میں کوئی آسرا اُسے میسر آ رہا ہو تو وہ اس سے کیوں نفع اندوز نہ ہو؟

بعض لوگ اس شبہ میں مبتلا ہیں اور ان اسلامی ممالک کو اس لئے ہدفِ تنقید بنا رہے ہیں کہ وہاں روسی الحاد کے جراثیم پھیلنے کا قوی امکان ہے۔ لیکن آخر اقوامِ مغرب نے جہاں جہاں گھر بنائے وہاں کب کسی کا ایمان سلامت رہنے دیا؟ اور نہ صرف یہ کہ ایمانوں پر ہی ڈاکے ڈالے بلکہ تمدن و معاشرہ تک کو یکسر تبدیل کر کے رکھ دیا۔

پاکستان میں مذہب کی جو مٹی اسلام کے نام پر پلید کی جا رہی ہے یہ انہیں گوری قوموں کی کرمفرمائی کا نتیجہ نہیں تو اور کیا ہے؟ حجاز کے اندر جس تیزی سے مغربی تہذیب پاؤں پھیلا رہی ہے وہ بھی کسی سے چھپی ہوئی نہیں۔ مصر و عراق کی جدید تہذیب بھی مغربی اقوام کے دورِ اقتدار کا ثمرہ ہے۔ منکرین حدیث کا گروہ اور سینکڑوں آدمیوں کا منکرین ختم نبوت کی آغوش میں چلے جانا اسی تہذیب و تمدن اور دورِ اقتدار کی یادگار ہے۔ لاکھوں انسانوں کا عیسائی ہو جانا اسی تہذیب کے برگ و بار میں سے ہے اور قرنِ اوّل کے اسلام سے بے اعتنائی اور اسلام کی تحقیقات کا استہزاء و تخفیف بھی اسی عیارۂ روزگار مغربیت کا حاصل ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اور دل سے چاہتے ہیں کہ

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

خطبہ یوم الجمعہ ۱۲ جمادی الاول ۱۳۸۲ھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۲ء

والدین کی خدمت واطاعت

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اگرچہ تمام مذاہب عالم نے والدین کی خدمت و اطاعت کو نیکیوں میں شمار کیا ہے لیکن قرآن حکیم نے اس کے متعلق جو اسلوب بیان اختیار کیا ہے اور جس عمدہ پیرایہ میں اس بات پر زور دیا ہے اور جابجا اس کا تذکرہ کیا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ عقیدۂ توحید جو اسلام کی جان ہے اس کے ساتھ ہی والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید نے اس حسن سلوک کو اخلاقی درجہ سے بڑھا کر مذہبی احکام کا تقدس دے دیا ہے۔ چنانچہ سورۃ نساء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا

ترجمہ: اور اللہ کی بندگی کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر ایک کا حق اس کے درجہ کے مطابق اور حاجت کے مناسب ادا کرو۔ سب سے زیادہ مقدم حق اللہ تعالیٰ کا ہے اس کے لئے تمہیں چاہیئے کہ اس کی عبادت کرو کہ یہ ساری مخلوق کا فرض مشترک ہے اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ اللہ تعالیٰ کے بعد حقوق العباد آتے ہیں اور ان میں سب سے مقدم ماں باپ کا حق ہے جو بقائے نسل کے ذمہ دار ہوتے ہیں اور اولاد کی اس وقت نگہداشت اور پرورش کرتے ہیں جب بچے بالکل ناتوان اور بے بس ہوتے ہیں۔ پھر والدین ہی بچے کی مادی اور ذہنی تربیت کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ چنانچہ ظاہر ہے جس نے ان کے حق کو ادا نہ کیا وہ خدا کے حق کو بھی ادا نہیں کر سکے گا۔[1]

آیت کے اختتام پر خداوند قدوس نے یہ فرمایا کہ

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا

بے شک اللہ اترانے، بڑائی کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

اس طرف بھی اشارہ کر دیا اور واضح فرما دیا کہ نیک عمل، اللہ پر ایمان رکھ کر آخرت میں ثواب ملنے کی امید سے کرو فخر اور ریاکاری سے کام نہ لو۔ کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا شرک ہے۔ یاد رکھو جو شخص اترانے والے اور تکبر کرنے والے ہیں وہ ان حقوق کو ادا نہیں کر سکتے اور نتیجۃً اللہ تعالیٰ بھی ایسے اشخاص کو کبھی پسند نہیں کرتا

سورۃ بنی اسرائیل میں فرمایا:۔

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ○ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ؕ

اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اگر پہنچ جائے تیرے سامنے بڑھاپے کو ایک ان میں سے یا دونوں تو نہ کہہ ان کو ہوں اور نہ جھڑک ان کو اور کہہ بات ان سے ادب کی اور جھکا دے ان کے آگے کندھے عاجزی کر کے نیازمندی سے اور کہہ اے رب ان پر رحم کر جیسا پالا انہوں نے مجھ کو چھوٹا سا۔

چنانچہ حضرت اقدس شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس ضمن میں تحریر فرمایا ہے:۔

"مذکورۃ الصدر آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ ماں باپ سے ہر طرح کی نیکی کرو۔ خواہ کافر ہی کیوں نہ ہوں۔ اور غصہ میں آکر ان کی کسی غلطی پر ادنیٰ سے ادنیٰ لفظ ہوں بھی نہ کہو اور ادب کے لحاظ سے ان کے روبرو انسان اپنے کو حقیر خیال کرے اور ان کے حق میں ہمیشہ دعائے خیر کی جائے۔

برادران اسلام! والدین کی دل آزاری اور نافرمانی گناہ کبیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس گناہ سے بچائے۔ آمین۔ ہاں اگر والدین خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل سے روکیں۔ مثلاً نماز سے منع کریں، زکوٰۃ سے روکیں، حج کرنے سے باز رکھیں تو خدا تعالیٰ کا حکم بجا لائے اور ماں باپ کے حکم کی پرواہ نہ کی جائے"۔

قرآن حکیم نے والدین کی خدمت و اطاعت کی معقولیت کو ایک اور زیادہ دل نشین پیرایہ میں بیان کیا ہے وہ یہ کہ بچپن میں تو سب ہی اپنے ماں باپ کا کہنا مانتے ہیں کیونکہ ان کا خیال ہوتا ہے کہ ہمارے والدین ہی ہمارے سرپرست اور نگران ہیں۔ سعادت مند اور شریف لوگ تو بڑے ہو کر بھی ان کا لحاظ اور ادب کرتے ہیں مگر اکثر جوانی کے نشے سے سرشار ہو کر اپنے بچپن کا زمانہ شیرخوارگی کی حالت اور والدین کی خدمت و پرورش کو بھول جاتے ہیں اور ان کی اطاعت و خدمت سے سرکشی اختیار کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں ماں باپ کی خدمت و اطاعت کی طرف توجہ دلانے کا ایک معقول اور دل نشین پیرایہ یہ ہے کہ طفولیت کا زمانہ اور ماں باپ کی شفقت و تربیت کی باتیں یاد دلائی جائیں تاکہ ان کی محبت و شفقت کے سوتے ہوئے جذبات بیدار ہوں اور ان کو خدمت و اطاعت کا پورا پورا احساس ہو۔ چنانچہ اللہ جل شانہ نے والدین کی شکرگذاری اور احسان مندی کی تاکید کرتے ہوئے کیسے دل نشین پیرایے اور پیارے الفاظ میں ایام طفولیت کی یاد دلائی ہے:۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی تاکید کی اور اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا مشکل سے، اور جنا مشکل سے، اور اس کا زمانہ حمل و مدت شیرخوارگی ڈھائی برس میں جا کر پوری ہوتی۔ (باقی ص۱۶ پر)

[1] اس آیت میں دیگر حقوق العباد بھی درجہ بدرجہ بیان ہوتے ہیں لیکن موضوع کی رعایت سے اس پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اور ان کو چھوڑ دیا گیا ہے۔

مجلس ذکر

مورخہ ۱۱ راکتوبر ۱۹۶۲ء بروز جمعرات بمطابق ۱۱ رجمادی الاوّل ۱۳۸۲ھ
جانشین حضرت شیخ التفسیر مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر مجلس ذکر کے بعد ارشاد فرمائی۔

○ خشیتِ خداوندی ○

مرتبہ خالد سلیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ
امابعد

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ دفعہ احسان ہے کہ اس نے ہم سب کو اپنے دربار میں حاضر ہو کر اپنی یاد کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں اس نعمت کا بہت زیادہ شکر ادا کرنا چاہیئے۔ یہ خاص اللہ کا فضل ہے کہ وہ ہم کو اپنے دروازے پر بلاتا ہے۔ ہمیں اپنی نیکی پر ذرا بھی گھمنڈ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ غرور و تکبّر اور گھمنڈ نیکیوں کو تباہ کر دیتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی لمحہ اللہ کی عبادت اور ذکر اللہ کے بغیر نہیں گزرتا تھا۔ لیکن نماز کا یہ عالم تھا کہ ساری ساری رات کھڑے اللہ تعالیٰ کے دربار میں روتے رہتے اور اس طرح آپ کے پاؤں مبارک متورم ہو جاتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ، آپ تو اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے جنت کا وعدہ فرمایا ہوا ہے تو پھر آپ کیوں اتنی عبادت کرتے ہیں؟ کیوں راتوں کو جاگ کر اپنے آپ کو تکلیف دیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہؓ کیا میں اپنے اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں؟

دورِ حاضر میں ہر طرح کی سہولتیں مہیا ہیں۔ پہلے زمانہ میں اگر حج کرنے کے لئے مہینوں اور سالوں کا سفر طے کرنا پڑتا تھا تو آج کل ایک دن میں ہوائی جہاز کے ذریعے مکہ معظمہ پہنچایا جا سکتا ہے۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی کے پاس حج کرنے کے لئے روپیہ موجود ہو اور وہ وقت اور سفر کی سہولت کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے حج نہ کرے تو اس سے بڑھ کر اور کون بدقسمت ہو سکتا ہے۔

حضرات یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں جتنی زیادہ ہوتی جاتی ہیں۔ اتنی ہی ذمہ داریاں اور شکر کرنے کی ذمہ داری بڑھتی جاتی ہے۔ حضرتؒ کے یادِ الٰہی کرنے کا یہ عالم تھا کہ ساری ساری رات وظائف کے اندر مشغول رہتے تھے۔ اور اخیر عمر میں تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنے معمولاتِ یومیہ کے علاوہ دیگر اورادو وظائف بھی اس کثرت سے کرتے تھے کہ عقلِ انسانی دنگ رہ جاتی اور آدمی سوچنے پر مجبور ہو جائے کہ یا اللہ آخر کوئی انسان اس قدر عبادت اس دور میں کر سکتا ہے، جس کی نظیر گذشتہ روایات میں بھی مشکل سے ہی نظر آتی ہے۔ ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نظر جو آج کل ہمارے خدام الدین کے ایڈیٹر ہیں اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے محبوب خدام میں سے ہیں انہوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی حمائل شریف پر خود حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ سے لکھی ہوئی حضرت کے اورادو وظائف کی فہرست دکھائی جو وہ اپنے سلسلے کے اذکار اور دیگر مشاغل کے علاوہ ہر روز کیا کرتے تھے۔ اب اس پر نظر دوڑایئے اور اندازہ کیجیے کہ اس کی نظیر دنیا بھر میں مل سکتی ہے؟ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی درج کردہ عبارت جس کی عکسی تصویر عنقریب شائع کر دی جائیگی حسب ذیل ہے۔

"معمولات یومیہؔ سے زائد پڑھے گئے۔

استغفار	۱۲۵۰۰۰
سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم	۱۲۵۰۰۰
لاالٰہ الا اللہ	۱۲۶۰۰۰
رب اغفرلی بفضلك	۱۲۵۰۰۰
یاستار یاغفار	۱۲۵۰۰۰
یارحمٰن یارحیم	۱۲۵۰۰۰
رب اغفرلی للذین ظلمتہم	۵۰۰۰۰"

میں نے اکثر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے کہ وہ جس طرح چارپائی پر رات کو بیٹھتے اور فجر کی نماز کے لئے مسجد میں آتے اسی طرح تہجد کے وقت ہوتے اور پھر تہجد سے فراغت کے بعد فجر کی نماز کے لئے مسجد میں آجاتے اور تمام رات کمر سیدھی کرنے کی غرض سے بھی آرام نہ فرماتے۔ یہ تھا محبت خداوندی، خشیت الٰہی اور خوفِ الٰہی کا غلبہ کہ ایک پل اللہ کی یاد سے غافل نہ ہوتے تھے۔

بزرگان محترم! یہ ہے اللہ والوں کا عالم کہ وہ اتنی عبادت کرنے کے باوجود خوفِ خدا سے ڈرتے رہتے ہیں اور نیکیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں لیکن ہم مسلمان اگر اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں تو ہماری حالت بہت ہی خراب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں ہمیں دے رکھی ہیں ان کا شکر ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چل کر زندگی بسر کی جائے۔ کیونکہ خدا کو یہی ادا ہماری پسند ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ آپ فرما دیجیے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری تابعداری کرو تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بزرگوں کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے کہ انہوں نے ہمیں صراط مستقیم دکھایا اور اللہ اللہ کرنے کا طریقہ سکھلایا۔

محترم حضرات! دنیا امتحان گاہ ہے۔ اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے ہاں کچھ بھی نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک حدیث ہے:-

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ مَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ
(رواہ ترمذی)

حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ

ؔ حضرت کے روزانہ کے معمولات کا اجمالی خاکہ یہ ہے

(۱) لطائف ستہ قلبیؔ، روحیؔ، سرّیؔ، نفسیؔ، خفیؔ، اخفیؔ ان لطائف پر ذکر الٰہی کی ضربیں ہزاروں لاکھوں سے کیا کم ہوں گی۔

(۲) پاس انفاس (۳) ذکر ارّہ (۴) صفات سبعہ۔ (۵) سلطان الاذکار (۶) نفی اثبات (۷) مراقبے جن کی تعداد ۸ سے زائد ہے (۸) حزب الاعظم (۹) سورۃ لیٰسین۔ سورۂ مزمّل سورہ اخلاص اور دیگر سورتوں کے عمل اور اسی طرح کے اور کئی اورادو وظائف حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے عام معمولات میں سے تھے جو آپؒ ۲۴ گھنٹوں میں کرتے تھے۔ مذکورہ وظائف ان روزانہ کے معمولات سے علاوہ ہیں یعنی یہ معمولات بھی پورے کئے اور ساتھ ہی درج شدہ وظائف ۴ بھی پڑھے۔ اب کوئی اندازہ کر سکتا ہے ان کی روحانی قوت کا۔

باقی بر صـ ۱۶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار! دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہے اور اس کے لئے رحمت سے محرومی ہے۔ سوائے خدا کی یاد کے اور اُن چیزوں کے جن کا خدا سے کوئی تعلق اور واسطہ ہے اور سوائے عالم اور متعلم کے۔

اگر اس دنیا میں رہ کر اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل رہے تو یہ دنیا انسان کے لئے وبال جان بن جائے گی۔ یہ کوٹھیاں، یہ اولاد، یہ دولت سب اس چند روزہ زندگی کو بہتر بنانے کے لئے ہے اگر اسی میں دل لگا لیا تو آخرت میں تباہی اور عذاب جہنم سے ہمکنار ہونا پڑے گا۔ اگر دنیا کے ساتھ ساتھ دین کو صحیح سلامت رکھا تو یہ دنیا بھی اچھی اور آخرت کی ہمیشہ کی زندگی بھی خوشگوار بن جائے گی

محترم حضرات! مسلمان اور کافر میں فرق یہ ہے کہ مسلمان کافروں کی طرح دنیا کی زندگی میں اپنے دل کو کھپاتا نہیں۔ مسلمان، دولت وقت، صحت و تندرستی کا صحیح استعمال کرتا ہے اولاد کو اللہ کے دین کی تعلیم دلاتا ہے۔ اُن کو نیک عادات اور عمدہ اخلاق سکھانے کے لئے کسی اللہ والے اور باخدا عالم دین کی صحبت میں بٹھاتا ہے۔ اس کے برعکس ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو نہ اپنی فکر کرتے ہیں۔ اور نہ اپنی اولاد کو تعلیم دین دلاتے ہیں۔ اسی لئے قیامت کے دن یہی اولاد ماں باپ کے لئے وبالِ جان بنے گی اور کہے گی کہ یا اللہ تعالیٰ ہمارے ماں باپ کو دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت بھیج ان بے ایمانوں نے تیرے دین کا دروازہ نہ دکھایا۔ کالج و سکول کا دروازہ دکھایا انگریز کا غلام بنایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام نہیں بنایا۔

حضرت" فرمایا کرتے تھے کہ اگر انسان دنیا کا کام کرنے سے پہلے یہ سوچ لے کہ اس کام میں اللہ تعالیٰ راضی ہے یا ناراض اور وہ کام کرے جس میں اللہ تعالیٰ راضی ہو تو اس کا ہر لمحہ عبادت الٰہی میں تصور کیا جائے گا۔

مثلاً اگر کوئی جوتا خریدتے وقت یہ خیال کرے کہ نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں جاتے وقت پاؤں خراب نہ ہوں، پیشاب پاخانہ سے فراغت کے وقت یہ نیت کرے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے فرائض کو اس طریقہ سے اطمینانِ قلب کے ساتھ ادا کر سکوں گا کار یا موٹر خریدے اور دل میں خیال کرے کہ مجھے ذکر الٰہی کرنے یا قرآن حکیم کا درس سننے کے لئے دور جانا پڑتا ہے یا اس نیت سے خریدے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کے قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے جایا کروں گا تو یقیناً ان کا خریدنا بھی عبادت میں شامل ہو کر رضائے الٰہی کا موجب ہو گا۔

اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہم سب کو اپنی بہت زیادہ یاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خاتمہ ایمانِ کامل پر فرما کر قبر کو جنت کے باغوں میں سے باغ بنائے آمین! یا الٰہ العالمین!!

ایک ضروری چیز پھر عرض کرتا ہوں۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ جب درخت کو پھل لگتا ہے تو وہ جھک جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح جس قدر زیادہ عبادت کی جائے جتنا بھی اللہ تعالےٰ کا ذکر کیا جائے اسی قدر عاجزی و انکساری میں بھی اضافہ ہونا چاہیئے۔ اگر نیکیوں پر غرور و تکبر کیا جائے۔ تو اعمال تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ غرور، تکبر اور گھمنڈ بہت خطرناک روحانی بیماریاں ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو عاجزی و انکساری کرنے اور اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد و علیٰ آلہٖ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

مولانا ظفر علی خاں علیہ الرحمۃ

دیوبند

شاد باش و شاد زی اے سرزمینِ دیوبند　　ہند میں تُو نے کیا اسلام کا جھنڈا بلند
ملتِ بیضا کی عزت کو لگائے چار چاند　　حکمتِ بطحا کی قیمت کو کیا تُو نے دوچند
اسم تیرا بامسمّٰی ضرب تیری بے پناہ　　دیو استبداد کی گردن ہے اور تیری کمند
تیری رجعت پر ہزار اقدام سو جاں سے نثار　　قرنِ اوّل کی خبر لائی تیری اُلٹی زقند
تو علم بردار حق ہے، حق نگہباں ہے تیرا　　نخیل باطل سے پہنچ سکتا نہیں تجھ کو گزند
ناز کر اپنے مقدر پر کہ تیری خاک کو　　کر لیا اُن عالمانِ دینِ قیّم نے پسند
جان کر دیں گے جو ناموسِ پیمبر پر فدا　　حق کے رستہ میں کٹا دیں گے جو اپنا بند بند
کفر ناچا جن کے آگے بارہا گھنگی کا ناچ　　جس طرح جلتے توے پر رقص کرتا ہے سپند
اس میں قاسمؒ ہوں کہ انور شاہؒ کہ محمود الحسنؒ　　سب کے دل تھے دردمند اور سب کی فطرت ارجمند

گرمیٔ ہنگامہ تیری ہے حسین احمد سے آج
جن سے پرچم ہے روایاتِ سلف کا سربلند

(نگارستان)

سوانح حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت اقدس مولانا رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات کے سلسلے میں جو حضرات مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کی خدمت میں مضامین ارسال کرنا چاہتے ہیں وہ حسب ذیل پتے پر بذریعہ رجسٹری بھیج دیں۔ یہاں سے بحفاظت لکھنؤ بھیج دیے جائیں گے　　(ادارہ)

حاجی متین احمد صاحب ایم ایکسپریس روڈ۔ لاہور ۵

غیر مسلم اکثریت کے ممالک میں

مسلمان کا اندازِ حیات

(از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی لکھنؤ)

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی دامت برکاتہم نے برما کا ایک سفر فرمایا تھا اور ایک ماہ تک مسلسل خطابات کے ذریعہ مسلمانانِ برما کو اسلامی زندگی اور ایمانی فکر و نظر کا پیغام دیا۔ اس سلسلہ کی ایک مفصل تقریر ذیل میں درج کی جا رہی ہے) (ادارہ)

ابراہیمی نسبت

برمی دوستو! مٹی کی نسبت کے اعتبار سے جس کی ایک اصل اور حقیقت ہے جس کا ہم احترام بھی کرتے ہیں۔ اسلام اس سے انکار نہیں کرتا، اور اس کو ختم کرنے کا حکم نہیں دیتا۔ مٹی کی نسبتوں کے اعتبار سے جن کی اصل مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ الخ ہے۔ ہم برمی ہیں، ہم ہندوستانی ہیں، ہم ترک ہیں اور اسی اعتبار سے ہم سید ہیں، مغل ہیں، پٹھان ہیں لیکن ایمانی اور اخلاقی حیثیت سے دماغی اور ذہنی حیثیت سے ہم ابراہیمی ہیں، ہم محمدی ہیں اور ہم مسلم ہیں۔

آپ کو اپنی ابراہیمی صفت کا صاف صاف اظہار کرنا چاہیے۔ اس کا ثبوت دینا چاہیے کہ ہم ذہنی، ایمانی اور روحانی اعتبار سے اور ان نسبتوں کی حیثیت سے جو زیادہ قیمتی ہیں صرف ابراہیمی ہیں۔ آپ کا خاندان ابراہیمی ہے، چاہے آپ برما میں رہتے ہوں۔ چاہے ترکستان اور استنبول میں، چاہے جاوا و سماٹرا میں، چاہے مشرق اقصیٰ کے رہنے والے ہوں۔ آپ کا خاندان خاندان ابراہیمی ہے۔ تمام دنیا سے ہٹ کر ایک نئے قسم کے کنبے کے آپ افراد ہیں۔

ہمارا کام

ہمارے اور آپ کے درمیان ایک مشابہت ہے، ہم بھی چاروں طرف مختلف مذاہب اور مختلف عقائد سے گھرے ہوئے ہیں۔ ہمارا کام یہ ہے کہ دوسروں کو راستہ بتلائیں، ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم دوسروں کے پیچھے پیچھے چلیں۔

ایک خاندان اور ایک تہذیب

ہم سب خاندان ابراہیمی کے افراد ہیں اپنی قومی اور لسانی حیثیت سے ہماری زبانیں کتنی ہی کیوں مختلف نہ ہوں ہم سب ایک ہیں۔ مراقش کے مسلمان، ملایا کے مسلمان، برما کے مسلمان، ہندوستان کے مسلمان، الجزائر کے مسلمان، سب کی ایک تہذیب ہے۔

ہو سکتا ہے کہ آپ کے لباس کا ایک طریقہ ہو اور میرے لباس کا ایک طریقہ مثلاً ہمارے یہاں شیروانی پہنی جاتی ہے۔ آپ برمی کی حیثیت سے ہرگز اس کے پابند نہیں کہ یہ لباس پہنیں۔ اسلام نے لباس کی تراش و خراش اور لباس کی کاٹ ایک طرح کی نہیں دی۔ انبیاء علیہم السلام نے یہ حکم نہیں دیا کہ ایک ہی طرح کے لباس پہنو۔ آج دنیا کے کسی میوزیم اور عجائب گھر میں ابراہیم علیہم السلام کا لباس نہیں۔ وہ لباس ہوتا تو ہمارے لئے ایک بہت بڑی آزمائش ہوتی۔ اس وقت یہ سوال ہوتا کہ ہم یہ لباس پہنیں یا دوسرا لباس۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اگر دنیا بھر کے مسلمانوں کو کسی جگہ جمع کرکے دیکھا جائے تو ان کا لباس مختلف قسم کا ہوگا، یہ اختلاف تہذیب کا اختلاف نہیں کہلائے گا، اسلام سب کی اجازت دیتا ہے۔ بشرطیکہ ان حدود سے ان کا تجاوز نہ کیا جائے جن کی تعیین انبیاء علیہم السلام نے کی ہے۔

ابراہیمی تہذیب کی حقیقت

ابراہیمی تہذیب دراصل انھیں حدود کا نام ہے اور اسی وجہ سے وہ دنیا کے اس سرے سے اُس سرے تک مشترک ہو سکتی ہے۔ ان حدود کے اندر آزادی ہے، وسیع میدان ہے، زندگی گزارنے کے لئے، ایک سلیم الفطرت انسان نہایت آسانی سے اس میں زندگی گزار سکتا ہے۔ لیکن حدود کا پابند رہنا پڑے گا۔ مرد ریشم نہ پہنیں۔ بے پردگی اور اسراف نہ ہو ٹخنوں سے نیچے نہ ہو گھٹنوں سے اوپر نہ ہو بے حیائی نہ ہو، فضول خرچی نہ ہو چنانچہ اس وسعت کی بنا پر ہماری وضع قطع کے سارے قدرتی اختلافات ابراہیمی تہذیب کی وحدت میں سما جاتے ہیں۔

حدود کے اشتراک کے اعتبار سے اگر آپ تہذیبی یگانگت دیکھنا چاہیں تو آپ ایک بہت واضح مثال میں دیکھ سکتے ہیں کہ برما کے مسلمان داہنے ہاتھ سے کھاتے ہیں، ہندوستان کے مسلمان بھی داہنے ہاتھ سے کھاتے ہیں۔ عرب کا مسلمان تو موٹر بھی دائیں طرف چلاتا ہے اور ساری دنیا کا مسلمان ہر اچھا کام داہنے ہاتھ سے کرتا ہے۔ بائیں ہاتھ سے صرف وہی کام کرتا ہے جن کا تقاضا ضرورت یا فطرت کرتی ہے۔ یہ چیز ان حدود میں سے ہے جن کی تعیین انبیاء نے کی ہے۔ ابراہیمی تہذیب میں ہر چیز کے کچھ حدود ہیں، ازدواجی زندگی کے کچھ ضوابط ہیں۔ معاشرت کے بارے میں کچھ ہدایات ہیں اس کے بعد آپ کا جی چاہے برما کی غذائیں کھائیے۔ آپ کو اختیار ہے جس طرح پکائیں کھائیں۔ کوئی مخالفت نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے صاف ممانعت فرما دی ہے۔ کہ کوئی کسی کے لباس پر مذاق نہ اڑائے، کسی کے کھانے پینے اور رہنے سہنے کے طریقہ کا مذاق نہ اڑائے۔ کوئی کسی کی زبان کا مذاق نہ اڑائے۔ لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ الخ

ملک کی وفاداری اور ابراہیمی تہذیب میں کوئی تضاد نہیں

برما کے دوستو اور بزرگو! آپ کے ملک کے حالات کچھ بھی کیوں نہ ہوں، مجھے اس سے بحث نہیں۔ آپ کو اپنے ملک کا وفادار اور مخلص رہنا چاہیے۔ ملک کی تعمیر اور ترقی میں حصہ لینا چاہیے اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر تعمیری صلاحیت کا ثبوت دینا چاہیے آپ کو اپنی قابلیت، دیانتداری، انتظامی لیاقت صداقت، ذہن کی صفائی، استقامت اور کیریکٹر کا ثبوت دینا چاہئے۔ آپ اس طرح ملک کی خدمت کریں کہ آپ کی اہمیت محسوس ہو اور اس طرح دوسرے عناصر سے آگے بڑھ جائیں لیکن آپ کو ابراہیمی تہذیب کا بھی وفادار ہونا چاہیے۔

برمی شاعر و ادیب بنیئے

آپ اپنے ملک کی زبان کی طرف بھی توجہ دیجیے۔ نہ صرف یہاں کی زبان پڑھیے، بلکہ ادیب

بننے کی کوشش کیجیے، شاعر بننے کی کوشش کیجیے یہاں کی معیاری اور ٹکسالی زبان میں لکھیے یہاں تک کہ آپ کی زبان معیار تسلیم کی جائے۔ آپ کی زبان اور ادبیت اور فنی کمال کا اعتراف کیا جائے۔ ان سب کے باوجود ابراہیمی تہذیب کے وفادار رہیے۔

آپ جو چاہیں زبان اختیار کیجیے، مگر ابراہیمی تہذیب آپ پر یہ پابندی عائد کرتی ہے کہ جھوٹ نہ بولیں، آپ کا رسم الخط دائیں طرف سے شروع ہو یا بائیں طرف سے، بائیں طرف سے لکھنے پر اسلام کی شریعت میں کوئی اعتراض نہیں۔

اسلام کی نگاہ میں سب زبانیں برابر ہیں۔ بے شک عربی زبان کا ایک درجہ ہے، کیونکہ وہ آسمانی زبان ہے، باقی کوئی زبان مقدس نہیں، زبانوں کا اختلاف بالکل قدرتی اور طبعی ہے۔

عربی کے بعد تمام زبانیں برابر

عربی تو اسلام کی شریعت کی سرکاری زبان ہے، اس کے بعد اردو اور برمی بالکل برابر ہے، فارسی اور برمی بالکل برابر ہے۔ دائیں طرف سے شروع ہونے والی زبان ہو یا بائیں طرف سے شروع ہونے والی زبان ہو۔ اللہ کی نگاہ میں دونوں یکساں ہیں۔

یہ دوسری بات ہے کہ دائیں طرف سے شروع ہونے والی زبانوں میں اسلام کی ادبیات کا ایک بڑا وسیع ذخیرہ ہے اس لئے کہ دائیں طرف سے لکھنے والے سامی یا آرین زبانوں میں ایسی نسلیں پیدا ہوئیں جن کو دنیا میں تاریخ کا طویل عرصہ ملا کہ وہ اسلام کی خدمت کر سکیں۔ انہوں نے اس زبان کے ذریعے اسلام کو سمجھایا، اسلام کی تعلیمات کو منتقل کیا۔ لیکن اس سے زبانوں کے مرتبہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور اس سے کسی زبان کی پابندی ہی نہیں عائد ہوتی البتہ ابراہیمی تہذیب یہ پابندی عائد کرتی ہے کہ آپ دائیں سے لکھیں یا بائیں سے، اس میں کوئی جھوٹی دستاویز نہ ہو۔ اس میں کوئی افتراء پردازی نہ ہو، دروغ نہ ہو اور بد دیانتی نہ ہو۔ یہ ہے ابراہیمی تہذیب کا رول۔ یہ ہے ابراہیمی تہذیب کا چارٹ، اور یہ ہے ابراہیمی تہذیب کا حصہ آپ کی زندگی کی تشکیل میں۔

ناموں سے اسلامیت کا اظہار

ہمارے ناموں کے ساتھ عبدیت اور اسلامیت کا اظہار ہونا چاہیے۔ آپ اپنے اسلامی نام کے ساتھ برمی لقب یا تعارفی نام اختیار کر سکتے ہیں، لیکن ساتھ ہی ایک اسلامی نام ضرور ہونا چاہیے، تاکہ بکھرے ہوئے منتشر ابراہیمی کنبے کے افراد جب جمع ہوں تو تعارف ہو سکے۔ میرا نام علی ہے۔ کسی کا نام احمد ہے، کوئی عبدالعزیز ہے، سعید ہے، ابراہیم اور موسیٰ ہے۔ یہ سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی یادگاریں ہیں اور انبیاء کے فرزندوں اور ان کے خاندان کے افراد کی یادگاریں ہیں۔ توحید کا اعلان اور ابراہیمیت اور اسلامیت کا اظہار ہمارے ناموں کا طرۂ امتیاز ہونا چاہیے۔

ہم ایک ہیں

برمی دوستو! آپ میری اس بات کو سمجھ لیجیے کہ ہم ایک کنبے کے افراد ہیں۔ مشرق وسطیٰ سے لے کر مغرب اقصیٰ تک اور مراکش سے انڈونیشیا تک ہم سب ایک ہیں ہماری زبانیں مختلف، ہماری قومیتیں مختلف، ہماری وضع مختلف اور ملکی خصوصیتوں کے اعتبار سے ہم مختلف ہیں۔ لیکن عقیدۂ توحید اور ابراہیمی تہذیب کے اعتبار سے ہم متحد، مقصد زندگی میں بھی ہم متحد اور ایک ہیں

مسلمان بن کر رہیے اور اسلام پر مریے

آپ اس ملک میں یہ عزم کر کے رہیں کہ آپ کو مسلمان ہو کر رہنا ہے، آپ اگر برما کے ہیں تو آپ کو اختیار ہے کہ آپ برما کی زمین میں دفن ہوں، کوئی مجبور نہیں کرے گا کہ نجف اشرف، بقیع شریف اور جنت المعلیٰ میں آپ دفن ہوں۔ آپ برما کی سرزمین کو اسلامی نقشوں اور مسلمانوں کے بدنوں سے گلزار بنائیں۔ آپ جگہ جگہ یہ امانتیں دفن اور سپرد کریں، تاکہ حشر کے دن زمین کے چپے چپے سے ایمان لانے والے اور ملت ابراہیمی کے افراد اٹھیں، کوئی جاوا سے اٹھ رہا ہو، کوئی سماٹرا سے اٹھ رہا ہو، کوئی سمندر کے کنارے سے اٹھ رہا ہو، کوئی پہاڑ کی چوٹی سے اٹھ رہا ہو۔

لیکن جب ہماری روح پرواز کر رہی ہو تو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہماری زبان پہ ہو وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ کا یہی مطلب ہے۔ ہم سے یہ نہیں کہا جاتا کہ ولا تموتن الا وانتم فی مکہ۔ ولا تموتن الا وانتم فی المدینۃ۔ ولا تموتن الا وانتم فی الحدیدہ لا تموتن الا وانتم کذا وکذا سمندروں میں مرو یا پہاڑ کی چوٹیوں پہ مرو، آپ سے کوئی سوال نہیں کرے گا کہ یہاں کیوں مرے اور وہاں کیوں مرے۔ ساری زمین اللہ کی ہے۔ مشرق میں رہو تو اللہ کے لئے، مغرب میں رہو تو اللہ کے لئے اور جب مرو تو زبان پر اللہ کا نام ہو۔

ملتِ ابراہیم

برما کے دوستو! آپ کو اپنی سرزمین مبارک اپنی خصوصیات مبارک، یہ آزاد، سرسبز، آباد خطہ مبارک، آپ کو اپنی زبان مبارک اور رسم الخط مبارک، آپ کو اپنا وطنی کلچر اور زمین کی خصوصیات مبارک۔ اپنے ملک کو ترقی دیجیے۔ اس کی تعمیر و ترقی میں پوری طرح حصہ لیجیے، دلچسپی، جمعیتِ خاطر اور پورے اطمینان کے ساتھ حصہ لیجیے۔ اس سے کوئی آپ کو محروم نہیں کر سکتا، اور کوئی آپ پر اعتراض نہیں کر سکتا۔ لیکن یاد رکھیے۔ آپ اس خاندان کے علاوہ بلکہ اس سے بڑھ کر ایک دوسرے خاندان کے فرد ہیں اور وہ خاندان ابراہیمی ہے۔ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ۔

ملت ابراہیمی کسی کا اجارہ نہیں

ایک مصر کے عرب کا، مکہ کے قریشی کا، یمن کے زیدی کا، مراکش کے حسنی کا، جاوا اور سماٹرا کے حضرمی کا، جتنا دین ابراہیم ملۃ ابراہیم اور شریعت ابراہیمی پر حق ہے۔ اتنا ہی حق ملایا کے مسلمان۔ برما کے مسلمان اور انڈونیشیا کے مسلمان کا بھی ہے۔ ہندوستان کے برہمن زادے اور افغانستان کے افغانی کا بھی ہے یہ حق کوئی نہیں چھین سکتا۔ آپ برما میں رہیں تو ابراہیمی بن کر رہیں، ہندوستان میں ہوں تو ابراہیمی رہیں۔ آپ برہمن کی اولاد ہوں تو ابراہیمی بن کر رہیں۔

ایک غیر ابراہیمی سید کے مقابلے میں جس نے حضرت ابراہیم سے اپنا رشتہ کاٹ دیا ہو وہ برہمن زادہ ہزارہا درجہ افضل ہے، جس نے اپنا روحانی، ایمانی، اخلاقی، عقلی اور تہذیبی رشتہ سیدنا ابراہیم کے خاندان سے قائم کر لیا، وہ اس ہاشمی، حسنی اور حسینی سید سے جس نے بدقسمتی اور کور باطنی سے حضرت ابراہیم کی اصل نسبت سے رشتہ منقطع کر دیا، زیادہ افضل ہے۔

کیا خوب امیر فیصل کو سنوسی نے پیغام دیا
تو نام و نسب کا حجازی ہے پر دل کا حجازی بن نہ سکا

اگر ایک برمی کا دل حجازی ہے تو اس ہاشمی سے ہزار درجہ اچھا ہے جو اپنے خاندان اور نسب پر فخر کرتا ہے جو جاہلیت عرب پر فخر کرتا ہے، جو ابوجہل اور ابولہب کی اولاد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے تاجدارِ اولیاء

شیخ العالم قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری نور اللہ مرقدہٗ

از جناب سیّد مسعود علی آزاد فتحپوری زید مجدہم

اے معدنِ صدق و صفا، وے مصدرِ مہر و وفا
اے منبعِ جود و سخا، وے مخزنِ عفو و عطا

اے صدرِ بزمِ اصفیا، وے تاجدارِ اولیا
اے نورِ چشمِ مصطفیٰ، وے مظہرِ ذاتِ خدا

اے آفتابِ آب و گل، وے ماہتابِ اہلِ دل
خورشید ہم پیشت خجل یابی چہ نورِ حق نما

سردارِ بزمِ عاشقی سرمستِ حسنِ سرمدی
سرشارِ علم و آگہی سرخیلِ یارانِ وفا

در دیدہ و دل تیرگی، در ہر نفس واماندگی
در ہر چمن افسردگی، بے آں بہارستانِ ما

عالم ہمہ رنجور شد از ہجرِ تو مہجور شد
اکنوں چگونہ دور شد اے راہیِ ملکِ بقا

پرسند یارانِ کہن، از سینہ چاکانِ چمن
برہم زد ایں ہم انجمن، اماّ چہ شد ایں ماجرا

دلہا پریشاں کردہ، غمہا فراواں کردہ
بے غم گساراں کردہ، اے راحتِ جانانِ ما

بر فقر و استغنائے تو، عالم ہمہ شیدائے تو
بر استقامت پائے تو، اے خاصِ خاصانِ خدا

عشقت کہ میرِ کارواں، بیگانہ سود و زیاں
اے کامیاب و کامراں، اے جانِ تسلیم و رضا

شد آنچہ شد اے جانِ جاں، اماّ چہ خواہی بعد ازاں
تا کے بایں آہ و فغاں داریم جانِ مبتلا

رسوا مکن در محشرم آزاد کن از ہر درم
ہر چند بد از بدترم لیکن شمارند از شما

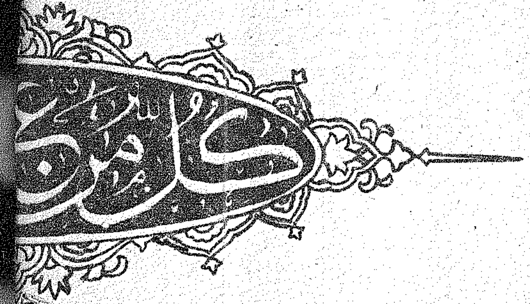
آزاد کے یابد اماں دارد گناہِ بیکراں
از حق بخواہ اے کامراں عفوِ گناہِ ایں گدا

سالِ وصالت را کجا جویند اربابِ وفا
قولِ جمیل اتقیا، شمعِ دلِ اہلِ صفا

۲ ۸ ۳ ۱ ھ

کتبہ نفیس رقم غفرلہٗ

١ يا قلب ما لك لا تفيق وتدمع ‏ عيناك واستلب القرار فتفزع
٢ وافاض دمعك حادث حدثت به ‏ فتن تعذب والهلاكة تقرع
٣ من كان يملك صبره وقراره ‏ فلصاحب الاشواق ما يتجرع
٤ هجمت بما وقعت عليك مصيبة ‏ للمسلمين وهل لذالك مدفع
٥ هدت به صم الجبال وزلزلت ‏ زلزالها ويضج منه اليرمع
٦ ورثى العوالم ارضها وسماءها ‏ وفلاتها وبكى الغراب البلقع
٧ وصياح اهل وداده وزفيرها ‏ منه القلوب كانها تتقطع
٨ ولقد احاط بنا سحاب مظلم ‏ وسعت جوانبه ولا يتقشع
٩ لبى كما يشتاق دعوة ربه ‏ نصف النهار واين منها المفزع
١٠ شيخ المشايخ ذا امام ائمة ‏ تحت التراب عظامه والاضلع
١١ طاب الدفين وطاب مدفنه الذي ‏ نزل الحبيب به وكنا ندمع
١٢ والقبر مفتخر وحق فخاره ‏ بمقامه فالجود فيه المودع
١٣ فيه المعارف لا اطيق عدادها ‏ وخزينة الاخلاق لو تتمتع
١٤ عمت منافعه جميع خلائق ‏ وبدت فوائده كما هي تنفع
١٥ وجد المطالب من اتاه مطالبا ‏ من نور باطنه يراه ويسمع
١٦ افهل رأيت بحلمه وعلومه ‏ احدا يشابهه وهل يتوقع
١٧ ما زال يوقظ نوما ويريهم ‏ ما ضل سعيهم لكي يتخشعوا
١٨ وخلا بذكر الله افنى نفسه ‏ في حبه حتى اتاه المصرع
١٩ وكساه ربي حلة مرضية ‏ من حسن سيرته وذالك ارفع
٢٠ وهدى طريق الرشد عين نهجه ‏ وحباك نعمته وانت مضيع
٢١ كشف الغطاء عن الطريقة موضحا ‏ كيلا تضل وللضلالة موقع
٢٢ فينا اقامته وكان نصيبنا ‏ غاب الحبيب كانه لا يرجع

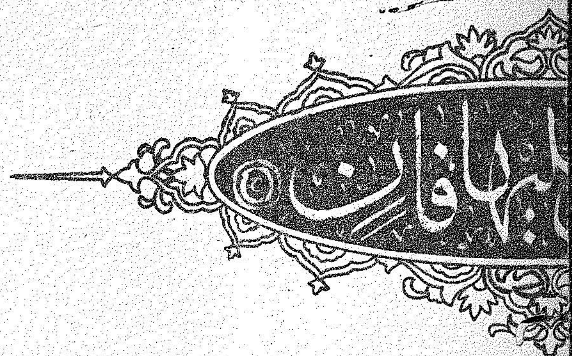


على رحلة قطب العالم سيدنا ومولانا

المتوفى ١٤ ربيع

لعبد المنان ابن المغفور له

وسواد اعيننا ونور قلوبنا
فالحب في الله المشرف عبده
يا رحمة الله السكينة عنده
فالعين تلتمس المحيا نوره
كانت تزور جبينه فتحبه
يا ربنا لا تحرمنا بعده
ولقد فقدت الخير حين فقدته
ودنوت منه لا استفيد عناية
فالعيش منكدر تكدر بعده
ذقنا وما كنا نطيق فراقه
والموت ما ترك الصغير ولا ال
وهب الاله له فراسة مؤمن
وجلاله ومهابة مخلوطة
وفخامة بالفهم والرأي الص
يا قوة الادراك لم ير مثلها
عشنا كما يحيى الملوك اعزة



...عبد القادر رائپوری قدس الله سره العزيز

...الاول ١٣٨٢ ھ

...لامه عبد السبحان الدهلوی

...وسرور حفلتنا يضم ويجمع ٢٣

...والبعض فيه كماله فاستمتعوا ٢٤

...كنا نجالسه ونعم المجمع ٢٥

...وجماله وتفيض منها الادمع ٢٦

...وتراه كالبدر المنور يلمع ٢٧

...بركاته فالخير عندك اجمع ٢٨

...كاد الفؤاد لاجله يتصدع ٢٩

...منه فاكرمني وكان يمتع ٣٠

...امر الغريب فكيف لا يتفجع ٣١

...فعل المنية لمحة او اسرع ٣٢

...كبير ولا يقوم لوقته من يدفع ٣٣

...وفطانة وذكاوة تتنوع ٣٤

...بمودة وعزيمة لا تقطع ٣٥

...ح فلم يطق احد عليه يشنع ٣٦

...فالله يعطي من يشاء ويمنع ٣٧

...في ظله وبظنه لا يرفع ٣٨

املي ومنفعتي وغاية بغيتي ٣٩ ما ضرني ما عاش هم موقع

ماذا اراد الله يغلب امره ٤٠ بعباده والخير فيما يصنع

اين الملاذ ولا ملاذ نومه ٤١ من بعده هيهات ما نتوقع

اسفي على من مات وابعث الشجي ٤٢ وبموته المبعوث غار المنبع

يا صاحب القبر المبارك تربه ٤٣ عجبا له ولطيبه يتضوع

صلى عليك الله ما لا ينتهي ٤٤ احصاءه ومنحت ما لا ينزع

وجزاك موفورا يليق بشانه ٤٥ يوم الجزاء وانت فيه مشفع

في جنة الفردوس عز مكانها ٤٦ مثواك يا روحي تعيش وترفع

ورث الخلافة بعده عبد العزيز بكل شيء في الشريعة مولع

واف صدوق والصداقة طبعه ٤٨ بر ابر بدينه متورع

اجمل به خلقا واوضح جبهة ٤٩ صاف ولو خادعته لا يخدع

شهد العظام بفضله وكماله ٥٠ مترعرعا ذا قوة يترعرع

يمشي على سنن الهدى ويريكها ٥١ بفعاله واساس غي يقلع

واذا مضى شطر من الليل البهيم يقوم فيه لمن يراه ويركع

وتلاوة القرآن اعظم قربة ٥٣ فغذاءه فيها وما هو يشبع

وتورمت شغفا بطول قنوته ٥٤ قدماه خوفا يقشعر ويخضع

ويبيت مضطربا ويصبح خائفا ٥٥ ويقول يا مولاي لطفك اوسع

واذا رأيت صلاته ودعاءه ٥٦ مخ العبادة فيه لا يتصنع

لعلمت ان الله اتقى عبده ٥٧ من فضله ولمن يشاء يوسع

وبمحض فضل الله يملك نفسه ٥٨ ويذمها كيلا تزيغ فتطمع

يا رب نصرته وزده تقبلا

ما دامت الشمس المنيرة تطلع

١٢ جمادی الاولی سنه ١٣٨٢ھ — كتبه نفيس الخطاط غفرله

ترجمہ مرثیہ عربیہ

از مولانا مفتی سید سیاح الدین صاحب کاکاخیل، جامع مسجد لائلپور

(۱) اے دل! یہ تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو ہوش میں نہیں آ رہا اور تیری دونوں آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں اور قرار و سکون چھن گیا ہے اور تو گھبرائے جا رہا ہے (۲) اور تیرے آنسوؤں کو ایک ایسے عظیم حادثہ نے سیلاب کی طرح بہانا شروع کر دیا ہے جس کی وجہ سے بہت سے فتنے پیدا ہونے لگے ہیں اور ایسی ہلاکت جو (دیرِ دل) پر دستک دینے لگی (۳) اگر کوئی اور شخص اپنے صبر و سکون کو اپنے قابو میں رکھ سکتا ہو تو رکھ سکتا ہوگا۔ عشق و محبت والے کیلئے تو ایسے مواقع پر پریشانیوں اور مصیبتوں کے کڑوے کڑوے گھونٹ پینے پڑتے ہیں (۴) تجھ پر اے دل! ایک ایسا حادثہ عظیٰ آ پڑا ہے کہ جس کی وجہ سے تمام مسلمانوں پر ایک بہت بڑی مصیبت آ پڑی ہے اور کیا اس مصیبت کے لیے ٹل جانے کی کوئی صورت بھی ہے؟ (۵) اس حادثہ کی وجہ سے ٹھوس ٹھوس پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو گئے اور خوب لرز اٹھے اور اس کی وجہ سے نرم نرم پتھر بھی چیخ چیخ کر رونے لگ گئے (۶) زمین و آسمان اور صحرا اور تمام عالم اس مصیبت کی وجہ سے رنج و غم میں مبتلا اور رو رو کر نڈھال ہو رہا ہے اور بے آب و گیاہ بیابان بھی رو رہا ہے (۷) اور اس سے محبت کرنے والوں کی چیخ پکار اور ان کی آہ و بکا کی وجہ سے سارے کے سارے دل گویا پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے ہیں (۸) رنج و غم کے ایسے کالے کالے بادلوں نے ہم کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے، جو چاروں جانب پھیلے ہوئے ہیں اور کسی طرح بھی چھٹنے والے نہیں (۹) جیسا کہ خود اس کو اشتیاق تھا، اس نے اپنے پروردگار کی پکار پر لبیک کہ کر نصف النہار کے وقت اسے قبول کیا اور اب اس سے پناہ کی جگہ کہاں؟ (۱۰) یہ تمام مشائخ کرام کا سب سے بڑا شیخ! تمام ائمۂ دین میں سے ایک بڑا امام، اس کی متبرک ہڈیاں اور پسلیاں اب مٹی کے نیچے ہیں (۱۱) یہ مدفون بزرگ بھی بہت پاکیزہ اور اس کے دفن ہونے کی جگہ بھی بہت پاکیزہ، جہاں ہمارا محبوب جا کر اُترا ہے ایسی حالت میں کہ ہم آنسو بہا رہے ہیں (۱۲) اور قبر فخر کرنے والی ہے اور ایسے شیخِ کامل کے وہاں جا کر ٹھکانا بنانے کی وجہ سے اس کو حق بھی ہے کہ فخر کرے، اس لیے کہ وہاں تو اب سراسر سخاوت ہی سخاوت امانت رکھی گئی ہے (۱۳) وہ شیخ ایسے علوم و معارف کا حامل تھا جس کا شمار بھی نہیں کر سکو گے اور اس میں اخلاق حسنہ کا ایک خزانہ تھا۔ کاش کہ تو اس سے کچھ نفع اٹھاتا (۱۴) اس کے منافع تمام مخلوقِ خدا کے لیے عام تھے اور اس کے فوائد و برکات بالکل ظاہر و باہر تھے اور نفع پہنچا رہے تھے۔ (۱۵) جو کوئی شخص بھی اس کے پاس کچھ طلب کرنے کیلئے حاضر ہوتا وہ اپنے مطالب کو وہاں پا لیتا تھا اور وہ اپنے باطنی نور سے اسے دیکھتا سنتا (۱۶) کیا تو نے حلم و بردباری اور علوم و معارف میں اس جیسا کوئی اور بھی دیکھا ہے؟ اور کیا اس کی توقع بھی تجھے ہو سکتی ہے! (۱۷) وہ ہمیشہ (غفلت کی نیند) سونے والوں کو جگاتا رہتا تھا، اور انہیں دکھاتا تھا کہ اُن کی کوششیں رائیگاں جا رہی ہیں، اور مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈر کر عاجزی اور فروتنی اختیار کریں —— (۱۸) ہمیشہ اللہ کی یاد میں مصروف رہا اور اپنے آپ کو اس نے اللہ تعالیٰ کی محبّت میں فنا کر دیا تھا، یہاں تک کہ اُسے دُنیا سے انتقال کرنا پڑا (۱۹) میرے پروردگار نے حسنِ سیرت کی وجہ سے اسے پسندیدہ خلعت پہنایا، اور یہ ایک بلند مرتبہ ہے (۲۰) اُس نے (مخلوقِ خدا کو) راہِ راست کی ہدایت کی اور متعین کر کے بتایا کہ (خدا پرستی کی) شاہراہ یہ ہے، اور تجھے اپنی نعمت (ارشاد) کی بخشش کی، اس حالت میں کہ تو بے قیمت و ضائع شدہ چیز تھی (۲۱) طریقت کے چہرے پر پڑے ہوئے پردے اس نے کھول دیے اور حقیقت کو خوب اچھی طرح واضح کر کے دکھایا تاکہ آپ راہِ راست سے ایسی حالت میں گمراہ نہ ہوں جب کہ راستہ گم کرنے کا موقع ہوتا ہے۔ (۲۲) اس (شیخِ کامل) کی اقامت و رہائش ہمارے درمیان تھی اور وہ ہمارے حصّہ میں آئے ہوئے تھے۔ ہائے، وُہ محبوب (اب ہماری آنکھوں سے) غائب ہو گیا اور (یوں چلا گیا) کہ اب گویا وُہ کبھی واپس ہمارے پاس آتے گا ہی نہیں (۲۳) وہ ہماری آنکھوں کی پُتلی، اور ہمارے دلوں کے لیے روشنی، اور ہماری مجلس کی خوشی تھا اور ہم سب کو یکجا کرنے والا اور جمع کرنے والا تھا (۲۴) آپ کا کمال تھا الحب فی اللہ و البغض فی اللہ۔ پس اے لوگو، ان (اخلاقِ فاضلہ) سے فائدہ اٹھاؤ (۲۵) اے اللہ کی رحمت! اس کے پاس تو قلب کا سکون و اطمینان تھا، ہم اس کے پاس بیٹھا کرتے تھے اور ان کی مجلس بہترین مجلس تھی (۲۶) پس (آج ہماری) آنکھ اس کے روشن چہرے کے نور و جمال کو ڈھونڈ رہی ہے (مگر جب نہیں پاتی تو) اس آنکھ سے آنسو بہنے شروع ہو جاتے ہیں (۲۷) (ہماری یہ آنکھ) اس کی روشن پیشانی کی زیارت کرتی اور محبّت کرتی تھی اور اسے یوں دیکھتی تھی جیسا کہ چودھویں کا روشن چاند آسمان پر چمک رہا ہے۔ (۲۸) اے ہمارے پروردگار اس شیخِ کامل کی وفات و جدائی کے بعد ہم کو اس کی برکتوں سے محروم نہ رکھ۔ ساری کی ساری بھلائیاں یا اللہ تیرے پاس موجود ہیں۔ (۲۹) جب میں نے اس کو گم کر دیا تو بس دُنیا بھر کی ساری بھلائیاں اور خُوبیاں گم کر چکا ہوں اور اس وجہ سے قریب ہے کہ میرا دل پارہ پارہ ہو جائے (۳۰) میں اُس کے قریب گیا تھا تاکہ اس کی توجہات اور مہربانیاں اپنی طرف کھینچ کر فائدہ حاصل کروں، تو اس نے میری بہت عزّت افزائی کی اور وُہ تھے ہی ایسے کہ لوگوں کو فائدے پہنچایا کرتے تھے (۳۱) زندگی بدمزہ ہے اور مسافر و بے وطن کی ہر بات اس (کی وفات) کے بعد مشکل ہو گئی ہے، تو آپ کہیے، کہ پھر وہ دردمند و پریشان کیوں نہ ہو (۳۲) ہم نے اس کی جُدائی کا مزا چکھ لیا اور ہم میں یہ طاقت تو نہ تھی کہ اس (کڑوے کسیلے) مزا کو چکھ سکیں۔ فرشتۂ موت کا یہ عمل پلک جھپکنے کی دیر میں یا اس سے بھی جلدی ہو جایا کرتا ہے (۳۳) موت نہ کسی چھوٹے کو چھوڑتی ہے نہ کسی بڑے کو اور جب اس کا مقررہ وقت آ جائے تو کوئی نہیں کہ اس کو ٹالنے کے لیے اٹھ کھڑا ہو سکے (۳۴) اللہ تعالیٰ نے اس شیخِ کامل کو ایک مومن کی فراست، اور ہر قسم کی سمجھداری اور ذہن کی تیزی عطا فرمائی تھی (۳۵) اور اللہ تعالیٰ نے اس کو شان کی بڑائی، اور ایسا رعب جس کے ساتھ محبّت ملی ہوئی تھی اور ایسا پختہ ارادہ جو کاٹا نہ جا سکتا تھا، عطا فرمایا تھا (۳۶) اللہ تعالیٰ نے اس کو فہم اور صحیح رائے و ادراک عطا فرمایا تھا تو کسی کی طاقت میں یہ بات نہیں کہ کسی معاملہ میں اس پر گرفت کر سکے (۳۷) اے اس کی وُہ قوّت ادراک جس کی مثال کہیں دیکھی نہیں گئی، اور واقعہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے جس کو جو چاہے دے دیتا ہے اور جس کو نہ دینا چاہے اس سے روک لیتا ہے۔ (۳۸) وہ میری امیدگاہ! میرے لیے سراسر نفع ہی نفع، اور میری منزلِ مقصود اور مطلوب سعی و جہد، جب تک وہ زندہ رہے مجھے کبھی پریشان کُن فکرمندی اور رنج و غم نے کوئی تکلیف و ضرر نہیں پہنچایا (۳۹) جیسے بادشاہ عزّت و احترام کے ساتھ رہتے ہیں۔ ہم بھی اس کے سایے میں ایسا ہی زندگی گزارتے رہے اور ہم سمجھتے تھے، کہ یہ سایہ ہم سے اٹھایا نہیں جائے گا (مگر ہائے وہ سایہ ہم سے اُٹھ گیا) (۴۰) جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہی ہو کر رہتا ہے۔ اس کے بندوں پر اس کا نافذ شدہ حُکم غالب ہو جایا کرتا ہے (اور ہم یقین کرتے ہیں) کہ بھلائی اسی میں ہوتی ہے جو کچھ وُہ کر رہا ہے (۴۱) اب ہمارے لیے پناہ گاہ کہاں ہے؟ یقیناً کوئی بھی ایسی پناہ گاہ نہیں کہ اس (کی وفات) کے بعد ہم جا کر اس کا قصد کریں۔ ہائے جس کی ہم امید باندھ رہے ہیں وہ بات اب کبھی بھی ہونے والی نہیں (۴۲) میرا یہ درد و غم اس (شیخِ کامل) پر ہے جو دُنیا سے انتقال کر کے وفات پا چکا ہے اور اس نے ہمارے غم و اندوہ کو ابھارا ہے اور اس کی طرف (اللہ تعالیٰ کی) بھیجی ہوئی موت کی وجہ سے (دین و تقویٰ کے) چشمے خشک ہو گئے (۴۳) اے ایسی قبر میں دفن ہونے والے! جس کی مٹی بھی بابرکت ہے۔ تعجب ہے اس پر اور اس کی اس خوشبو پر جو مہک رہی ہے (۴۴) اللہ تعالیٰ تجھ پر ایسی ایسی رحمتیں نازل فرمائے جن کا شمار ختم ہی نہ ہو اور تجھے وُہ عطیات دیے جائیں کہ پھر وہ چھینے نہ جائیں (۴۵) اللہ تعالیٰ تجھے قیامت کے بدلے والے دن اس کثرت کے ساتھ ثواب عطا فرمائے، جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہے اور وہاں پر تیری سفارشیں اللہ کے ہاں قبول ہوں (۴۶) اے میری روح! تیرا ٹھکانا اس جنت الفردوس میں ہو جس کی شان بڑی زبردست ہے تجھے وہاں زندگی نصیب ہو —— اور تجھے اونچے مراتب حاصل ہوں (۴۷) اس (شیخِ کامل) کی وفات کے بعد اس کی خلافت و جانشینی اس عبدالعزیز کی وراثت میں آئی جو شریعت کے ہر حکم کو شوق سے پورا کرنے والا ہے (۴۸) بڑا وفادار، بہت سچّا اور سچائی تو اس کی طبیعت میں (پیدائشی طور پر) پڑی ہوئی ہے۔ بہت ہی نیک، بہت ہی دیندار اور پرہیزگار ہے (۴۹) بہت ہی اچھے اخلاق والا، اور روشن چمکدار پیشانی والا ہے۔ صاف دل و دماغ والا ہے اور اگر اسے کوئی دھوکا دینا چاہے تو وُہ دھوکا میں نہیں آتا (۵۰) بڑے بڑے باکمال بزرگوں نے اُس کے فضل و کمال کی گواہی اس وقت دی ہے جب وُہ ابھی اُبھرنے اور بڑھنے لگا تھا۔ (۵۱) سُنّتِ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم پر خود بھی چلنے والا ہے اور تجھے بھی اپنے عمل سے وہی راستہ دکھا رہا ہے اور گمراہی کی بنیادوں کو جڑوں سے اکھیڑ رہا ہے (۵۲) اور جب اندھیری رات کا آدھا حصہ گزر جائے تو اس اللہ تعالیٰ کے حضور میں تہجد کی نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہو جاتا ہے اور رکوع و سجود کرتا ہے جو اسے دیکھ رہا ہے (۵۳) قرآن مجید کی تلاوت جو اللہ تعالیٰ کے قرب حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے وہ اس کی روحانی غذا ہے اور وہ کبھی بھی اس غذا سے سیر نہیں ہو رہا ہے (۵۴) نماز تہجد میں لمبے لمبے قیام کے ساتھ عشق و محبّت رکھنے کی وجہ سے اس کے دونوں پاؤں سُوج گئے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے ڈر کے مارے کانپ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے دبتا اور عاجزی کرتا ہے (۵۵) رات بھر بے چینی اور پریشانی میں گزارتا ہے اور ڈرتے ڈرتے صبح ہو جاتی ہے اور وہ دعائیں کرتے ہوئے کہ رہا ہے اے میرے مولا! تیرا لطف و کرم بہت وسیع ہے (۵۶) اور اے مخاطب! جب کبھی آپ اُس کی نماز اور اس کی دُعا کو جو عبادت کا مغز ہے دیکھو گے کہ وہ اس میں کوئی بناوٹ نہیں کر رہا ہے (۵۷) تو تجھے معلوم ہو جائیگا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو اپنے فضل و کرم کا بہت سا حصہ دے رکھا ہے اور وہ جس کو چاہے فراخی نصیب کر دیتا ہے (۵۸) محض اللہ کے فضل ہی سے وہ اپنے نفس کو قابو میں کیے ہوئے ہیں اور خود اپنے نفس کی برائی بیان کیا کرتا ہے تاکہ وہ راہِ راست سے ہٹے نہیں اور کسی غلط قسم کی لالچ میں نہ پڑے (۵۹) اے میرے پروردگار اس کی امداد کیجیے اور اپنے دربار میں اس کی قبولیت کو اور بھی بڑھا دیجیے جب تک کہ روشنی پھیلانے والا سُورج طلوع کرتا رہتا ہے، یعنی رہتی دُنیا تک۔

ہونے پر فخر کرتا ہے اور ملت ابراہیم کی تہذیب اور خصوصیات سے اس کی کوئی دلچسپی نہیں۔

فانی رشتے

عزیز دوستو! یہ سب رشتے فانی ہیں۔ ہمارے آپ کے یہ تمام مادی رشتے باقی رہنے والے نہیں، نہ ہاشمی رہے گا، نہ عربی، نہ برمی رہے گا اور نہ ملائی، نہ انڈونیشی رہے گا نہ جاوی، بس اللہ کا نام باقی رہے گا اور اللہ کے لئے خلوص باقی رہے گا۔ نام ونسب کے اختلافات اور خاندانوں کی کمتری اور بہتری سب فانی اور ہیچ ہیں، اللہ تعالیٰ کو دین عزیز ہے، اخلاص اور للہیت عزیز ہے اور ابراہیمیت عزیز ہے اور اس کے باقی رہنے کا اللہ نے فیصلہ کیا ہے۔

کامیابی اور غلبے کا فیصلہ

برما کے دوستو! تمہارا دنیا میں باقی رہنا، پھلنا اور پھولنا، کامیاب ہونا، کمزور ہو تو طاقتور ہونا، مغلوب ہو تو غالب ہونا اللہ کے یہاں مقدر ہے اور اللہ کے یہاں ایک فیصلہ شدہ حقیقت ہے بشرطیکہ آپ نے اپنے اندر وہ صفات پیدا کیں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت آتی ہے جس کی وجہ سے اللہ کی طرف سے پیار ہوتا ہے اور جس کی وجہ سے ابراہیم علیہ السلام خلیل بنے آذر کے خدا جانے کتنے بیٹے تھے۔ دنیا میں آج کون ہے جو ان کے نام جانتا ہو، لیکن صرف ابراہیم اور ابراہیمی قیامت تک باقی رہیں گے۔ اس لئے نہیں کہ حضرت ابراہیم نینوا یا بابل میں پیدا ہوئے یا اس لیے نہیں کہ وہ زیادہ ذہین اور خوبصورت تھے بلکہ اس لئے کہ وہ قلب سلیم لے کر آئے تھے۔

محبوبیت کا راستہ

کامیابی کی شرط یہ ہے کہ ہم اللہ کے محبوب بنیں۔ اللہ کی محبوبیت کا راستہ سلطنت نہیں، سیاست نہیں، اقتصادی اور معاشی تفوق نہیں، تنظیم نہیں، محبوبیت پیدا کرنے کا راستہ محض ذہانت نہیں۔ محبوبیت پیدا کرنے کا راستہ یہ ہے کہ محبوبوں کی وضع اختیار کرو۔ محبوبوں کے خاندان میں داخل ہو جاؤ۔ ان کی تہذیب کرو اور محبوبیت کے مرکز اعظم اور منبع اعظم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وضع اور تہذیب اختیار کرو، تب آپ اللہ کے محبوب بن سکتے ہیں۔

دو نسبتیں

عزیز دوستو! آپ کی دو نسبتیں ہیں ایک نسبت ہے اس وطن اور اس کی خاک سے اس کے مسائل، اس کی مصلحتوں اور ذاتی اغراض اور ذاتی عروج سے اس کی اللہ کے یہاں کوئی حقیقت نہیں، اور ایک نسبت ہے ابراہیم علیہ السلام سے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، اللہ سے اور اسلام سے، یہ نسبت اللہ کو پیاری ہے اس کو بڑھائیے اور مضبوط کیجیے۔

دین و دنیا باہم آمیز

آپ کو یقیناً اپنے ملک کا وفادار رہنا چاہیے۔ اپنی لیاقت اور قابلیت کا سکہ دماغوں پر اور قانون سازوں کے ذہنوں پر اور نئی نسل پر اور ساری دنیا پر بٹھانا چاہیے، اور اپنی قابلیت کا لوہا منوا دینا چاہیے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح آپ کو بھی یہ کہنے کا حق ہے۔ اجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنِ الْأَرْضِ۔ اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کرنا چاہیے ؎

سبق پھر پڑھ زمانے میں صداقت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

آپ میں غیر معمولی ذہانت اور انصاف کا ایسا جذبہ ہونا چاہیے کہ آپ ترازو بن جائیں یہاں تک کہ آپ کا ایک فرد اٹھ کر کہے کہ اجعلنی علی خزائن الارض۔ حضرت یوسف نے جو کچھ کہا ان کی کوئی سفارش کرنے والا نہیں تھا، وہ ایک بیگانہ قوم کے فرد تھے لیکن آپ کا کیریکٹر، آپ کا اخلاق، آپ کی دیانت، آپ کی نبوت، اس کی سفارش کرتی تھی۔

اے برما کے مسلمانو! آپ میں سے ایک ایک فرد میں یہ قابلیت ہونی چاہیے کہ وہ ملک کے باشندوں سے اور برادران وطن سے خواہ وہ کسی مذہب کے پیرو ہوں کہہ دیں کہ اجعلنی علی خزائن الارض مجھے وزیر صنعت اور معدنیات بنا کر دیکھو، وزیر داخلہ بنا کر دیکھو۔ آپ میں ایسی قابلیت ہونی چاہیے اور ملک کے ایسے فرض شناس، لائق تعلیم یافتہ ہونا چاہیے۔ کہ ہر طبقہ کے لوگوں کی نگاہیں آپ کی طرف اٹھیں اور مشکلات کا حل آپ سے سیکھیں۔ لیکن جہاں تک عقائد، یقین اور مقصد زندگی کا تعلق ہے، اس میں آپ ابراہیمی تہذیب کے پیرو رہیے۔ اپنے مقصد زندگی میں منفرد اور ممتاز رہیے اور اسی طرح ممتاز رہیے جیسے روشنی کا مینار ہوتا ہے۔ ؎

گماں آباد ہستی میں یقیں مرد مسلماں
بیاباں کی شب تاریک میں قندیل رہبانی

آج شک وشبہ کی اس دنیا میں بداخلاقی کی اس دنیا میں، بدکرداریوں، بے ایمانیوں اور دغابازیوں کی اس دنیا میں اقربا نوازی اور خیانت کے اس دور میں اپنی انفرادیت اپنا امتیاز اور اپنی جداگانہ حیثیت قائم رکھئے، اور اپنے عقائد کے حبل المتین کو مضبوطی سے پکڑ لیے۔

امتیازی نشان

بے شک کماؤ اور کھاؤ، زبانیں پڑھو اور سیکھو، ادب میں امتیاز پیدا کرو، مصنف بنو، شاعر بنو، ادیب بنو، برمی زبان کے فاضل بنو، پروفیسر بنو، انجنیئر بنو، سائنٹسٹ بنو، لیکن اس کے ساتھ اسلامی خصوصیت اسی طرح آپ کے اندر روشن اور چمکنی چاہیے جس طرح کہ پیشانی کا نور چمکتا ہے اور جس طرح دوسرے ملک کے لوگ آپ کے ملک میں پہچانے جاتے ہیں۔ آپ خود اپنے اندر امتیاز پیدا کیجیے تاکہ آپ اپنے ملک والوں میں پہچانے جائیں۔

نازک امانت

دوستو! خدا نے آپ کو بڑی نازک امانت سپرد کی ہے۔ عرب کے لوگ اور وہ لوگ جو مکہ مدینہ میں رہتے ہیں ان کا اتنا بڑا امتحان نہیں جتنا کہ آپ کا بڑا امتحان ہے۔ مصر اور شام کے مسلمانوں کا کوئی امتحان نہیں۔ ان کے سامنے کوئی اور فلسفہ نہیں۔ ان کے سامنے کوئی دوسری دعوت نہیں، لیکن برما اور ہندوستان کے مسلمانوں کی قوت ایمانی کا بھی امتحان ہے اور ذہانت کا بھی، آپ کی قوت فیصلہ کا بھی امتحان ہے اور زندگی کی صلاحیتوں کا بھی۔ آپ کو ثابت کرنا ہے کہ آپ ایمان کے ساتھ زندہ رہنے کے اہل ہیں یا نہیں۔

میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ برمی خصوصیات اپنے اندر خوشی سے پیدا کیجیے۔ زبان سیکھئے، بچوں کو پڑھائیے، اپنا حصہ رسدی حاصل کیجیے، ملک کے ایڈمنسٹریشن میں اپنے شایان شان حصہ لیجیے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ داعی بھی رہو، مومن بھی رہو، توحید کا اعلان بھی کرتے رہو اور پیغام پہنچانے والے بھی بنو۔

آپ کا مقام متبع کا نہیں، مقلد کا مقام نہیں، آپ کا مقام امام اور پیشوا کا مقام ہے آپ کا اس دیس میں جیسا باقی رہنا ضروری

ہے اسی طرح ایمان بھی باقی رہے، توحید بھی باقی رہے، فکر آخرت بھی باقی رہے۔ تمام برمی باشندوں کے متعلق خدا کے یہاں آپ سے سوال ہوگا کہ اللہ نے آپ کو سینکڑوں برس اس ملک میں باقی رکھا لیکن حضرت ابراہیم کی دعوت اور آپ کا دین کیوں آپ کے اندر محدود رہا، اس کو پھیلنا اور وسیع ہونا چاہیے۔

آپ کو اپنا عمل اس طرح پیش کرنا چاہیے کہ برمی بھائیوں کا دل آپ کی طرف کھنچے، زبان سے تبلیغ کے ساتھ ساتھ عمل بھی ایسا ہونا چاہیئے کہ دوسری قوموں پر اس کا اثر ہو، آپ کا تاجر بازار میں بیٹھے تو معلوم ہو کہ مسلمان تاجر ایسا ہوتا ہے اور لوگوں کو شوق ہو کہ وہ آپ کے پاس آئیں۔

اسلام اور تلوار

اسلام کی تاریخ میں کسی تلوار کی صورت نظر نہیں آتی، کوئی لشکر کشی نہیں ہوئی چین میں کوئی لشکر نہیں بھیجا گیا، انڈونیشیا میں کوئی تلوار نہیں چمکی۔ اسلام راست باز سوداگروں اور خدا پرست صوفیوں کے ذریعے پھیلا۔ آج کیوں اسلام نہیں پھیل رہا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ہمارے اندر کمزوری آ گئی ہے۔ ہم نے اپنی انفرادیت کھو دی ہے۔ ہمارا تاجر دوسرے تاجروں سے الگ نہیں ہمارا ملازم دوسرے ملازموں سے الگ نہیں اور ہمارا پڑھا لکھا انسان دوسرے پڑھے لکھے انسانوں سے الگ نہیں، ہم کو تو ایسا ممتاز ہونا چاہیئے اور ہم میں ایسی پہچان ہونی چاہیئے۔ جیسے برسات میں رات کا دیا ٹمٹماتا ہے. یا اندھیری رات میں ستارے چمکتے ہیں.

کیریکٹر کی تلوار

میرے دوستو! آپ کو بہت کچھ کام کرنا ہے، آپ کو اس ملک میں محبوب بن کر رہنا چاہیے۔ آنکھوں کا تارا بن کر رہنا چاہیئے. اس طرح رہنا چاہیے کہ ملک کے ذرّے ذرّے کو آپ سے انس ہو۔ خدانخواستہ کبھی آپ اس ملک سے جانے کا ارادہ کریں تو یہاں کی خاک آپ کا دامن تھام لے۔ آپ کے بھائی آپ کے راستے میں لیٹ جائیں، مسلمان جہاں رہتا ہے۔ محبوب بن کر رہتا ہے۔ کسی قوم کے سر پر زبردستی مسلط ہو کے رہنا مسلمان کی شان نہیں۔ اگر آپ کے اندر اسلامی کیریکٹر پیدا ہو جائے تو آپ

کے سارے مسائل حل ہو جائیں۔

روشن مستقبل اور اس کی پکی ضمانت

میں یہاں برما میں آ کر بہت محظوظ ہوا مجھے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ یہاں مسلمانوں کا مستقبل روشن ہے۔ خدا کے فضل سے وہ مشکلات بھی نہیں جو دوسرے ملکوں میں رہنے والوں کو پیش آتی ہیں۔ وہ نفرت بھی نہیں جو بعض ملکوں میں پائی جاتی ہے آپ اس ملک میں اطمینان سے رہیے لیکن یہ ارادہ کر کے رہیے کہ آپ اللہ کے دین کے داعی ہیں۔ تاکہ اللہ کی مدد آپ کے ساتھ شامل ہو، اگر اللہ کی مدد آپ کے ساتھ شامل رہی تو کوئی آپ کا بال بیکا نہیں کر سکتا۔

مٹ نہیں سکتا کبھی مرد مسلمان کہ ہے
اس کی نواؤں سے فاش سر کلیم و خلیل
(اقبال)

دنیا کے اس بتکدے میں اگر اذان کی ضرورت ہے تو مؤذن کی بھی ضرورت ہے اس بتکدے میں صدائے توحید بلند کرنے کی بھی ضرورت ہے، اس لئے آپ موذن بن کر رہیے۔ اس نقار خانہ میں مؤذن کی صدا بن جائیے۔ اللہ اس صدا کی بھی حفاظت کرے گا۔ اور اس صدا والے کی بھی حفاظت فرمائیے گا۔

اعلان

ذیل میں ہم اُن ایجنٹ صاحبان کی فہرست شائع کر رہے ہیں جو خدام الدین کی خریداری فرماتے رہے لیکن رقم دینے کا کبھی نام نہ لیا۔ ہم نے ازحد صبر و برداشت سے کام لیا لیکن جب مجبور ہوئے تو کچھ تیز کر دی اور ان صاحبان سے گزارش کی کہ بقایاجات جس طرح ہو سکے ادا کر دیں لیکن انہوں نے آج تک ہماری کسی درخواست کو درخور اعتنا نہ سمجھا۔ آج ہم بصد بادل ناخواستہ ان کے اسمائے گرامی منظر عام پر لا رہے ہیں اس تشہیر کی سراسر ذمہ داری ان پر ہے۔ ہاں اگر ان حضرات نے اپنی رقوم ادا کر دیں تو ہم پھر ان کے نام مکرر شائع کر دیں گے تاکہ نامردگی کا تلک ان کی پیشانی پر نہ رہے (مشتاق حسین بخاری منیجر)

(۱) غلام محمد عثمانی تلہ گنگ ضلع کیمبل پور ۳۷۸/۵۷
(۲) مرزا یعقوب بیگ صاحب سمندری ضلع لائل پور ۲۶/۸۵
(۳) غلام لیسین صاحب علی پور ضلع مظفر گڑھ شجاع آباد ضلع ملتان ۸۲/۱۱۵
(۴) محمد اسلم صاحب کا شمور ضلع جیکب آباد ۶۹/۱۲۵ (۵) گل محمد صاحب کرک ضلع کوہاٹ ۷۶/۱۱۴ (۶) فرینڈز سٹیشنری ہاٹ کوئٹہ ۳۷/۱۴ (۷) شفقت نیوز ایجنسی لالہ موسیٰ ۸۶/۴۴ (۸) جناب اللہ رکھا صاحب میاں چنوں ضلع ملتان ۸۸/۲۴۴ (۹) عبداللہ بھائی صاحب پوسٹ آفس محمد پور ضلع جیکب آباد ۶۲/۳۴ (۱۰) جناب ممتاز علی صاحب ایرانی ہوٹل آئی گاندھی گارڈن کراچی ۵۱/۳۷ (۱۱) محمد یوسف صاحب نیوز پیپر ایجنٹ باڈہ ضلع لاڑکانہ ۸۸/۶۳

تربیت اولاد

قاری فیوضُ الرحمٰن
مینجر
مکتبہ حافظ حویلیاں ہزارہ

مذہب اسلام نے جس طرح اولاد پر ماں باپ کے حقوق مقرر کیے ہیں اُسی طرح ماں باپ پر بھی اولاد کے کچھ حقوق رکھے ہیں، جہاں تک اُن کے کھلانے اور پلانے کا تعلق ہے اُس سے کون واقف نہیں۔ اس لئے اُس کے ذکر کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اولاد کے اس حق کا احساس ہمیں فطری اور طبعی طور پر بھی ہے ہاں اولاد کے جس حق کی ادائیگی میں ہم سے عموماً غفلت اور کوتاہی ہوتی ہے، وہ اُن کی دینی اور اخلاقی تربیت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہم پر فرض کیا ہے کہ اپنی اولاد اور اہل وعیال کی تربیت اور نگرانی اس طرح کریں کہ ان کی آخری زندگی کامیاب بن جائے اور وہ مرنے کے بعد جہنم میں نہ جائیں۔ چنانچہ ارشاد باری ہے:۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا ۝ ترجمہ: اے مومنو! اپنے آپ کو اور اپنی آل اولاد کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

حاشیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ تحریر فرماتے ہیں "ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے ساتھ اپنے گھر والوں کو بھی دین کی راہ پر لائے، سمجھا کر، ڈرا کر، پیار سے، مار سے جس طرح ہو سکے دیندار بنانے کی کوشش کرے۔ اس پر بھی اگر وہ راہ راست پر نہ آئیں تو ان کی کم بختی۔ یہ بے قصور ہے"۔ حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ تفسیر کے مطابق اگر والدین نے اپنی اولاد کو راہ راست پر لانے کی سعی وکوشش نہ کی تو اولاد ماں باپ کو قیامت کے دن اپنے ہمراہ رہنے کا مجرم قرار دے گی۔ قرآن کریم کی یہ آیت اس پر شاہد ہے: یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ الخ (سورۃ احزاب)

ترجمہ: جس دن اُن کے منہ آگ میں الٹ دیئے جائیں گے کہیں گے اے کاش! ہم نے اللہ اور رسول کا کہا مانا ہوتا اور کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب! انہیں دگنا عذاب دے اور اُن پر بڑی لعنت کر"۔
(ترجمہ از شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ)

خاندان کے سردار اور کنبے کے بڑے آدمی مثلاً باپ، دادا وغیرہ ہوں گے۔ حاصل یہ کہ اپنے اہل وعیال کو دروازۂ الٰہی پر پہنچانے والا صحیح راستہ نہ بتلانے کے باعث اپنی آل اولاد کی اس شکایت کا باعث بن جائے گا اور وہ حق تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ اُن پر لعنت بھیج (اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ) اولاد کی اچھی تربیت کی فضیلت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں اس طرح بیان فرمائی ہے:۔ "باپ کی طرف سے اولاد کے لئے اس سے بہتر کوئی عطیہ نہیں کہ وہ اُن کی اچھی تربیت کرے" بعض لوگوں کو اپنی اولاد میں لڑکوں سے زیادہ محبت اور دلچسپی ہوتی ہے اور بیچاری لڑکیوں کو وہ بوجھ سمجھتے ہیں اور اسی واسطے اُن کی خبر گیری اور تربیت میں کوتاہی کرتے ہیں۔ اُن کی تربیت کا خاص خیال نہیں کیا جاتا، حالانکہ ان کی تربیت کی اشد ضرورت ہے۔ اس لئے اسلام میں لڑکیوں کی اچھی تربیت کی خصوصیت سے تاکید کی گئی ہے اور اس کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جس شخص کی بیٹیاں یا بہنیں ہوں اور وہ اُن کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرے اور ان کو اچھی تربیت دے اور (مناسب جگہ) ان کی شادی کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت دے گا"۔ سبحان اللہ کتنی بڑی فضیلت ہے۔

ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس فضیلت کو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اور اپنے فرائض سے بھی عہدہ برآ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین پر استقامت دے آمین یا اللہ العالمین۔

مناظر حسین نظر

آفتابِ نبوت

۲۱ر ستمبر ۱۹۶۲ء کے شمارہ میں عنوان بالا کے تحت حضرت مولانا البشیر احمد صاحب پسروری مدظلہ کے مضمون میں یہ الفاظ درج تھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وجودِ اقدس مجسم نور تھا۔

ان الفاظ پر بعض حضرات نے خطوط کے ذریعے یہ اعتراضات فرمائے ہیں کہ ایسا کہنا مسلک اہل سنت والجماعت کے مطابق نہیں، دیوبندیت کے خلاف ہے وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ ضروری ہوا کہ ان کرم فرماؤں کے جواب میں چند سطور غلط فہمی کے ازالے کے طور پر سپردِ قلم کر دی جائیں۔

یہ بات روزِ روشن کی واضح ہے کہ ہمارے اکابر حضرات دیوبند رحمہم اللہ علیہم اجمعین جو صحیح معنوں میں اہل سنت والجماعت کے علمبردار اور ما انا علیہ واصحابی کے مسلک پر سختی سے کاربند تھے، ان کے نزدیک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور کہنا بایں معنیٰ کہ وہ ہدایت کا نور تھے اور ان کے وجود پرنور کے باعث شرک، کفر، بدعات اور معاصی کے گھٹا ٹوپ اندھیرے کافور ہو گئے قطعی طور پر درست ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اپنی مشہور تصنیف نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب کی پہلی فصل کی ابتدا ہی نور محمدی کے بیان سے کی ہے۔ (ملاحظہ ہو ص۶)

ارشاد باری میں توراۃ اور قرآن عزیز دونوں کو نور کہا گیا ہے:۔ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِیْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ (سورۃ بنی اسرائیل) فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا سورۃ تغابن۔

حالانکہ بظاہر یہ دونوں صحائف سیاہی سے لکھے ہوئے حروف کا مجموعہ ہیں جو صفحات کاغذ پر منتقل کر دیئے گئے ہیں اور ان کو اگر تاریک کمرے میں کھول کر رکھ دیا جائے تو ظاہر ہے کہ نہ تو کمرہ روشن ہوگا (باقی ص۱۶ پر)

بقیہ — والدین کی خدمت و اطاعت

غرض اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے ساتھ احسان کرنے کو اپنی وصیت ٹھہرایا ہے جس سے اُن کے ساتھ احسان کے بارے میں کمال درجہ کی تاکید ثابت ہوتی ہے ان کی اطاعت کو اولاد پر واجب ٹھہرایا ہے نیز یہ تمام آیات اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ ماں باپ کی اطاعت سے کسی امر میں سرتابی و بغاوت نہیں کرنی چاہئے۔ اور کسی حالت میں بھی ان کا دل نہیں دکھانا چاہتے۔

ارشادات نبویؐ

مسلم نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ اس کی ناک مٹی میں ملے یعنی وہ ذلیل وخوار ہو۔ کسی نے عرض کیا "یا رسول اللہ کس کی؟" فرمایا: اُس کی جس نے اپنے ماں باپ کو یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور پھر اُس نے اُن کی خدمت نہ کی"۔ شیخین نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے جہاد میں شریک ہونے کی اجازت مانگی۔ آپ نے پوچھا کہ کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں اس نے کہا "ہاں"۔ آپ نے فرمایا تو ان ہی میں رہ کر جہاد کر (یعنی ان کی خدمت کر) کہ اس کا ثواب جہاد سے زیادہ ہے"۔ ترمذی نے انہیں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خدا کی خوشنودی ماں باپ کی خوشنودی میں ہے اور ان کی ناراضگی میں خدا کی ناراضگی ہے۔

محترم حضرات!

اس دور میں اکثر والدین اولاد کی نافرمانی کا رونا روتے ہیں اور بچوں کی سرتابیوں سے ان کا ناک میں دم ہے۔ آج ہی کا واقعہ ہے کہ میں گھر سے مسجد کی سمت آرہا تھا کہ راستے میں ایک مائی نے مجھے کھڑا کرکے زبردستی اپنی رام کہانی سنا ڈالی اور جس کے باعث مجھے یہ تقریر کرنا پڑی۔ وہ بھی اپنی اولاد سے شاکی اور نالاں تھی۔ لیکن یاد رکھئے میں یہی عرض کروں گا ؎

اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

یہ تمام باتیں آپ ہی کی لائی ہوئی ہیں۔ اگر آپ نے انہیں بچپن میں اسلام کی تعلیم دی ہوتی۔ قال اللہ اور قال الرسول کی روح پرور اور مبارک صدائیں ان کے کانوں میں پڑی ہوتیں، ان کی تربیت اسلامی ماحول میں ہوئی ہوتی اور وہ اسلامی سانچے میں ڈھل کر نکلے ہوتے تو یقیناً یہ حالت نہ ہوتی۔ اس سے بالکل مختلف ہوتی۔ انہیں جب اس بات کا علم اور علم کے ساتھ یہ احساس ہوتا کہ والدین کی ناراضگی خدا کی ناراضگی ہے اور ان کی خوشی میں خدا کی خوشی ہے تو کیسے ہو سکتا تھا کہ خدا پر یقین رکھنے والے خدا کی خدائی میں رہ کر احکام اسلامی سے روگردانی کرتے اور ماں باپ کی نافرمانی اختیار کرتے۔ انہیں تو اُف کہنے کی بھی مجال نہ ہوتی اور پھر ماں باپ کو شکایت کا موقع بھی نہ ملتا۔ لیکن آج کل انگریزی تعلیم تو دلوا دی جاتی ہے اور اسی کو مسلمان منتہائے کمال سمجھے ہوئے ہیں۔ لیکن دین سے اکثر بچوں کو بے بہرہ رکھا جاتا ہے، جس کا نتیجہ بے راہ روی اور نافرمانی ہے۔ یاد رکھئے! ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر والدین اپنے فرض کا احساس کریں، جس طرح انہیں اپنے حقوق کا خیال ہے اسی طرح اولاد کے حقوق کا بھی ساتھ ساتھ خیال کریں اور بچوں کی تعلیم و تربیت کا اسلامی نقشہ تیار کرکے اپنے بچوں کی پرورش قرآن و سنت کی روشنی میں خدائی پروگرام کے تحت کریں تو یقیناً زمین آسمان بن سکتی ہے۔ اور قوم میں بے شمار خالدؓ، محمد بن قاسم اور صلاح الدین ایوبی جیسے اوصاف رکھنے والے فرزندانِ اسلام پیدا ہو سکتے ہیں۔ پھر نہ اولاد کو ماں باپ سے شکایت ہوگی اور نہ ماں باپ کو اولاد کی خرابیوں، کمزوریوں، جھگڑے فساد، برائیوں اور نافرمانیوں سے کوئی گلہ ہوگا۔

قومی لیڈروں کی خدمت میں

اے بزرگانِ محترم! قوم کی اصلاح و ترقی کی رٹ لگانے والو! ملتِ مسلمہ کی تباہی و بربادی پر آنسو بہانے والو اور کشتیٔ امت کے ناخداؤ! آج اس بات کی کوشش بھی کرو کہ ہمارے گھر، اسلامی مدرسے اور اسکول بن جائیں، عبدیت و محبت الٰہی کا دور دورہ ہو مرد عورت اور بچے سب اسلامی تمدن و معاشرت کے سانچے میں ڈھل جائیں گھروں سے قرآن پاک کی صدا آئے اور نئی نسلوں کو ایسی ماؤں کی گود اور والدوں کی سرپرستی و تعلیم و تربیت میسر آئے کہ گھروں سے بچے اسلامی علم و عمل کے رنگ میں ڈوبے ہوئے نکلیں اور وہ دنیا کے سامنے اسلام کا عملی نمونہ پیش کریں۔

کاش! ایک شہر میں ہی یہ کوشش کامیاب ہوجائے اور دنیا اسلام کا اعجاز دیکھے!

بقیہ — آفتاب نبوتؐ

اور نہ حروف ہی اجلے اجلے نظر آئیں گے مطلب صاف ظاہر ہے کہ کتاب اللہ ہدایت کا وہ نور ہے جس کی تعلیمات کی بدولت کفر و شرک کے بادل چھٹ گئے اور لوگوں کے معصیت زدہ سیاہ قلوب نورِ ایمان سے منور ہو گئے۔ اسی طرح عام طور پر عقل کو بھی نور کہہ دیا جاتا ہے۔ اور بینائی کو بھی آنکھوں کے نور سے موسوم کرتے ہیں۔

لیکن یہ تصور یا عقیدہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نور کا حصہ ہیں یا خدا کی ذات میں سے جدا کئے گئے ہیں اور اس کے پردہ میں بشریت کا انکار کہ جو قرآن حکیم کی نص قطعی سے ثابت ہے مسلک اہل سنت والجماعت کیا اسلام اور قرآن عزیز کے بھی صریح خلاف ہے۔

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ۔ "نہ وہ (اللہ) کسی سے جنا گیا اور نہ اس نے کسی کو جنا"۔

حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ چونکہ خدا کی ساری مخلوق میں آپ سب سے اعلیٰ، سب سے افضل اور بے نظیر ہیں اور نوری اور خاکی تمام کے تمام خداوند قدوس کی مخلوق ہیں اس لئے حضور سید الانور بھی ہیں اور سید البشر بھی۔ لیکن ہیں بہرحال نوع بشر سے۔ مگر اس قسم کے بشر کہ کائنات نے نہ آپ سے قبل ایسا کوئی بشر دیکھا نہ ابد تک کوئی ایسا ہوگا۔ اس اعتبار سے کہا جا سکتا ہے کہ جو شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جس قدر قریب ہوگا، اسی قدر مقام بشریت سے قریب تر ہوگا اور جو حضورؐ سے جس قدر دور ہوگا وہ مقام بشریت سے بھی اسی قدر دور تر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن عزیز اور مسلک حقہ اہل سنت والجماعت کا صحیح شعور عطا فرمائے اور بلا وجہ کی نزاع سے محفوظ رکھے۔ آمین

اِستِفتاء

سوال: ریڈیو وغیرہ پر عورت کی جو آواز سنی جاتی ہے اس کا شرعی حکم کیا ہے آیا یہ جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب:-

جواب نمبر۔ ریڈیو وغیرہ پر عورت کی جو آواز سنی جاتی ہے جیسا کہ آج کے دور فتن میں عام طور پر معمول ہے یہ جائز نہیں، بلکہ ممنوع ہے خواہ یہ آواز گانے کی شکل میں ہو یا عورت کوئی تقریر یا تلاوت کر رہی ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت نے عورت کے لئے آواز اٹھانے کی ممانعت کر رکھی ہے کیونکہ اس سے صنفی خواہشات اور جنسی جذبات میں غیر معمولی ہیجان پیدا ہوکر موجب فتنہ اور ذریعۂ زنا بن جاتا ہے تو جس طرح کہ نظر بد اور لمس و تقبیل صرف اس وجہ سے شرعاً حرام اور ناجائز ہیں کہ یہ افعال ذریعۂ زنا ہونے کی وجہ سے موجب فتنہ ہیں تو عورت کا آواز اٹھانا بھی موجب فتنہ ہونے کی وجہ سے حرام اور ناجائز ہوگا۔ بالخصوص جبکہ وہ آواز ناچ گانے کی شکل میں سنی جائے یا اُٹھائی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے فقہاء نے صریح طور پر یہ کہا کہ رفع الصوت للمرأۃ حرام: اسی اصول کے تحت انہوں نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ عورت کے لئے آذان دینا مکروہ اور ممنوع ہے۔ حج کے موقع پر تلبیہ بھی زور سے نہیں پڑھ سکتی قرآن کی تلاوت بھی باآواز بلند اس کے لئے مکروہ اور ممنوع قرار دی گئی ہے۔ ہاں اگر روزمرہ کی ضروریات کے لئے لین دین کی ضرورت پیش آئے یا دین کے مسائل سمجھنے اور سمجھانے کے لئے جواب شرعی کے ساتھ اجنبی مرد عورت آپس میں ضرورت کی حد تک ایسی باتیں کریں۔ جن سے صنفی خواہشات اور جنسی جذبات میں ہیجان پیدا نہ ہو سکتا ہو۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں، اُمہات المؤمنین کے بارے میں قران کریم میں ایک مقام پر یہ ارشاد موجود ہے:

یا نساء النبی لستن کاحد من النساء ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبه مرض وقلن قولا معروفاً۔

پیغمبر کی بیویو تم دوسری عام عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم پرہیزگار عورتیں بننا چاہتی ہو تو دوسروں سے نرم اور دلکش لہجہ اختیار نہ کرو، ورنہ جن لوگوں کے دل مریض ہیں۔ ان کو تم سے غلط توقعات وابستہ کرنے پڑیں گے لہٰذا تم سیدھی سادھی باتیں کرو۔ دوسرے ایک مقام پر عام مسلمانوں کو یہ سمجھایا جا رہا ہے واذا سألتموهن متاعاً فاسئلوهن من وراء حجاب الآیته اگر تم کو حضور کی ازواج مطہرات سے کوئی چیز مانگنی پڑے تو پردے کے پیچھے مانگ لیا کرو۔ یہی وجہ ہے، کہ دینی مسائل اور دینوی ضروریات دونوں میں اُمہات المؤمنین کی طرف اُمت رجوع کرتی چلی آئی ہے۔ اور کسی نے اس پر نکیر نہیں کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بوقت ضرورت حجاب شرعی کی رعایت کرتے ہوئے۔ عورتوں اور مردوں کو آپس میں باتیں کرنے اور ایک دوسرے کے آواز سننے کی شرعاً ممانعت نہیں۔ جبکہ یہ آواز حد ضرورت سے زائد، اُٹھائی گئی ہو۔ اور جائز یا ضروری کاموں کے لئے باتیں کی جا رہی ہوں، اسی طرح صنفی شہوات اور جنسی جذبات پیدا ہونے کا بھی خطرہ نہ ہو۔ لیکن آج کل ریڈیو وغیرہ پہ عورتوں کی جو آوازیں سُنی جاتی ہیں وہ کسی طرح شریعت کے موافق نہیں ہیں لہٰذ وہ ناجائز ہی ہونی چاہئیں۔

کیونکہ ایمان نام ہے دل سے خُدا کی شریعت کے احکام کو قبول کرکے مان لینے کا، اور اسلام نام ہے ان احکام پر عمل کرنے کا تو جب اس آخری درجہ فسق میں انسان کے دل سے گناہوں کی مباشرت کے ساتھ ان کی قباحت اور بُرائی بھی نکل گئی۔ اور عبادات شرعیہ کو اچھا سمجھنے کے بجائے بُرا سمجھنے لگا تو ایمان اور اسلام کی حقیقت ہی اس کے دل اور عمل میں باقی نہ رہی تو مؤمن اور مسلم کیسے رہے گا۔

المجیب (حضرت مولانا محمد یوسف صاحب)
مفتی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

"فتویٰ" اور "تقویٰ"

محمد آمین ہیڈ ماسٹر بورسٹل جیل لاہور

گرمی کے ایک بجے بعد دوپہر بوڑھا ڈاکیہ ڈاک لے کر میرے گھر آیا۔ میں نے دیکھا تو وہ پسینے میں شرابور تھا میں نے چاہا کہ اسے شربت پلاؤں۔ ہرچند میں نے کوشش کی مگر وہ صاحب نہ مانے بلکہ مجھے ایک سبق پڑھا گئے۔ جو بڑا ایمان افروز ہے۔ وہ کہنے لگے آپ کو معلوم ہوگا کہ ایک ولی اللہ کسی مقروض سے قرض لینے گئے اور مقروض کی دیوار کے سائے میں کھڑے نہ ہوئے۔ تاکہ مقروض سے فائدہ اٹھانے کا شائبہ نہ ہو۔ انہوں نے یہ مثال پیش کرنے کے بعد صرف اتنا کہا کہ خط پہنچانا میرا فرض ہے۔ آپ مجھے ٹھنڈا پانی یا شربت پلا کر شرمندہ نہ کریں۔ اللہ اللہ! اللہ والے اور خود یہ کہانی سنانے والے کی زندگی کتنی سبق آموز ہے۔ حالاں کہ پانی پی لینے میں کوئی گناہ نہیں تھا

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک دن حضرت مولینا عبیداللہ صاحب انورؔ نے اسی قسم کا واقعہ حضرت لاہوریؒ کے متعلق سنایا آپ نے فرمایا کہ میں ایک دفعہ والد صاحب (حضرت لاہوریؒ) کے ہمراہ حج کو گیا۔ مجھے ذاتی طور پر ایک گھڑی کی ضرورت تھی جو میں نے مکہ معظمہ سے خریدنا چاہی۔ لیکن جب حضرت کو علم ہوا تو مجھے روک دیا اور فرمایا کہ اگرچہ ضرورت کے لحاظ سے گناہ نہیں لیکن تقویٰ کے خلاف ہے، کیونکہ لوگوں نے حج کو کاروبار کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ لہٰذا گھڑی نہیں خریدنی چاہیے چنانچہ میں نے ان کے حکم کی تعمیل کی اور گھڑی نہ خریدی۔ واپسی پر کراچی سے آپ نے خود بہترین گھڑی خرید کر مجھے عنایت فرما دی

حضرت امام ابوحنیفہؒ کپڑے کے بہت بڑے تاجر تھے۔ ایک دفعہ آپ کے کارندے نے ایک ناقص تھان پوری قیمت پر فروخت کر دیا۔ جب آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے گاہک کی تلاش شروع کر دی۔ جب گاہک نہ ملا۔ تو اس دن کی ساری فروخت خدا کی راہ میں خیرات کر دی۔ اسی طرح ایک دن آپ دریا کی طرف جا رہے تھے۔ کسی نے جانے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ کپڑے کی معمولی پلیدگی دھونے جا رہا ہوں۔ اس شخص نے کہا کہ حضرتؒ آپ نے اتنا کپڑا پلید ہو جانے کا تو فتوے دے رکھا ہے کہ نماز ہو جاتی ہے اس پر آپ نے فرمایا:

"وہ میرا فتویٰ تھا اور یہ میرا تقویٰ ہے۔

ایک اور ولی اللہ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ کپڑے کے بہت بڑے تاجر تھے۔ ایک دن

نماز پڑھنے کے لیے گئے تو ان کی غیر حاضری میں ان کی دکان سے ایک عرب گاہک دو سو دینار کا لباس اپنی خوشی سے چار سو دینار میں لے گیا۔ جب واپسی پر اس بزرگ کو علم ہوا تو وہ پہلے تو اپنے کارندے کو خفا ہوئے اور پھر گاہک کی تلاش شروع کر دی۔ چنانچہ بڑی تلاش کے بعد اس عربی گاہک کو واپس لائے اور اسے دو سو دینار واپس کئے۔ ہرچند گاہک نے اصرار کیا کہ اس نے زائد رقم محض پسندیدگی کی وجہ سے دی ہے اور اس نے یہ جانتے ہوئے بخوشی خاطر دی ہے کہ لباس کی اصل قیمت دو سو دینار ہے۔ لیکن وہ اللہ والے نہ مانے اور آخر کار اس کو دو سو دینار واپس کر ہی دیئے آپ نے فرمایا کہ تقویٰ کے یہ بھی خلاف ہے کہ ہم ناواجب حاصل کریں۔

ناظرین کرام! فتویٰ اور تقویٰ کے نازک فرق کا خود اندازہ لگائیں۔ تقویٰ تو درکنار ہم تو فتویٰ کے معیار پر بھی پورے نہیں اترتے۔ اس بوڑھے چٹھی رساں کے وہ الفاظ اس وقت بھی میرے کانوں میں گونج رہے ہیں کہ شربت یا ٹھنڈے پانی کی ضرورت نہیں خط پہنچانا میرا فرض ہے۔ کتنی بلند اور ایمان افروز بات ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں بھی اپنے فرائض کی صحیح بجا آوری کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بقیہ۔ روس اور مغربی ممالک

مغربی جمہوریت کا بت بھی پاش پاش ہو جائے اور اشتراکیت کی دیوی بھی پیوند زمین ہو کر رہے۔

ہماری دیانتدارانہ رائے یہ ہے کہ دفاعی معاہدات کئے جائیں یا باہمی تعاون و تناصر کی راہیں کھولی جائیں۔ ہمیں اپنے مفاد کو بہرحال عزیز رکھنا چاہیے اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ مشرق وسطیٰ میں تمام خرابیوں، لامذہبیت اور انتشار کی جڑ مغربی استعمار ہے اور یہ مغربیت کی ریشہ دوانیوں کا لازمی ردعمل ہے کہ وہاں روسی قوت کا عفریت بھی پاؤں پھیلا رہا ہے۔

اللہ عزوجل تمام ممالک اسلامیہ کو سر جوڑ کر بیٹھنے اور موجودہ نزاعات کے نتائج پر غور کرنے اور ان سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

شبیر سرحد

حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی پیر محل تحصیل ٹوبہ ضلع لائل پور میں ۱۲ اکتوبر کو خطاب فرما رہے ہیں۔　عبد الحی عابد

انجمن اہل سنت والجماعت (رجسٹرڈ) شیخوپورہ

کے زیر اہتمام

تبلیغی کانفرنس

انجمن اہل سنت والجماعت (رجسٹرڈ) شیخوپورہ کے زیر اہتمام سہ روزہ تبلیغی کانفرنس مورخہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ اکتوبر ۶۲ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار گرجا گراؤنڈ شیخوپورہ میں منعقد ہو رہی ہے جس سے مندرجہ ذیل اصحاب خطاب فرمائیں گے۔

(۱) حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند۔
(۲) حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی کراچی۔
(۳) حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی
(۴) حضرت مولانا محمد علی جالندھری
(۵) حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی
(۶) جناب آغا شورش کاشمیری مدیر "چٹان" لاہور
(۷) حضرت مولینا لال حسین اختر
(۸) حضرت مولینا عبید اللہ انور صاحب خدام الدین لاہور
(۹) حضرت مولینا سرفراز احمد خاں
(۱۰) مولینا امیر الدین جلال آبادی
(۱۱) مولینا منظور احمد نارووال
(۱۲) مولینا اجمل خاں صاحب
(۱۳) مولانا بشیر احمد گمٹالوی
(۱۴) جناب امین گیلانی
(۱۵) جناب سائیں حیات پسروری
(۱۶) حضرت علامہ خالد محمود صاحب
(۱۷) محمد بخش چشتی نعت خاں۔

بشیر احمد
سیکرٹری انجمن اہل سنت والجماعت شیخوپورہ

مدرسہ تعلیم القرآن میلسی کا جلسہ سالانہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ راکتوبر کو ہونا قرار پایا ہے۔ ملک کے نامور زعماء تشریف لا رہے ہیں حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ بوجہ خرابی صحت تشریف آوری سے قاصر ہوں گے

حضرت عمر فاروقؓ کے ایمان لانے کا واقعہ

بچوں کا صفحہ

از قاری عبد المجیب
مدرسہ انوار الاسلام
کیہال ایبٹ آباد

عزیز بچو! آج ہم تمہیں مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عمرؓ کے ایمان لانے کا واقعہ سناتے ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تھی، کہ "اے اللہ العالمین اسلام کو عمر یا ابوجہل کے مسلمان ہونے سے غلبہ عطا فرما" یہ بات نا ممکن تھی کہ حضورؐ دعا فرمائیں اور وہ قبول نہ ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا اور حضرت عمرؓ مشرف با اسلام ہوئے آپ کے ایمان لانے کا واقعہ بڑا عجیب ہے حضرت عمرؓ کا ستائیسواں سال تھا کہ حضورؐ کو نبوت ملی۔ حضرت عمرؓ کے گھرانے والے حضرت زیدؓ کے بیٹے حضرت سعیدؓ کے نکاح میں حضرت عمرؓ کی بہن فاطمہؓ تھیں۔ اسی تعلق کی وجہ سے فاطمہؓ بھی مسلمان ہوئیں اور آپ کے گھرانے میں اور بھی کافی لوگ مسلمان ہوئے۔ حضرت عمرؓ ابتداً اسلام کے دشمن تو تھے ہی، چنانچہ ایک دن آپ نے اس چراغِ ہدایت کو گل کرنے کا اٹل فیصلہ فرما لیا۔ اور تلوار کمر سے باندھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادے سے باہر نکلے۔

اتفاقاً راستہ میں آپ کو ایک صحابی ملے آپ کو غصہ کی حالت میں دیکھ کر پوچھا۔ عمر! خیریت تو ہے؟ حضرت عمرؓ بولے کہ آج میں اس شخص کو قتل کروں گا

ہمارے باپ

دادا کے دین سے ہٹانے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ وہ صحابی بولے کہ "تم پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو پھر حضورؐ کو قتل کرنا۔ تمہارے بہن اور تمہارے بہنوئی بھی تو اس شخص کے دین پر ایمان لا چکے ہیں جن کو تم قتل کرنے جا رہے ہو۔" فوراً پلٹے اور بہن کے گھر پہنچے وہ قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول تھیں آواز سن کر چپ ہو گئیں اور قرآن مجید کو چھپا دیا حضرت عمرؓ نے پوچھا؟ "تم کیا پڑھ رہی تھیں"؟ بہن بولی ــــ "کچھ نہیں" پھر حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ مجھے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ تم دونوں مسلمان ہو گئے ہو چنانچہ اپنے بہنوئی کو مارنے کے لیے آگے بڑھے اور بہن چھڑانے کے لیے آگے بڑھیں، ان کو بھی اتنی مارا کہ تمام جسم خون خون ہو گیا اسی حالت میں بہن کے منہ سے یہ الفاظ نکلے "عمر تم جو کچھ کر سکتے ہو کر لو لیکن اب اسلام ہمارے دلوں سے کبھی نہیں نکل سکتا۔" ان الفاظ سے حضرت عمرؓ کے دل پر گہرا اثر ہوا بہن کو دیکھا کہ اس حال میں بھی اسلام کا نام لے رہی ہے چنانچہ دل میں رقت پیدا ہوئی تو بولے تم لوگ جو پڑھ رہے تھے مجھے بھی سناؤ، چنانچہ بہن نے قرآن مجید پڑھ کر سنایا جس سے اس کے دل پر بے حد اثر ہوا اور آپ نے مسلمان ہونے کا ارادہ کر لیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی خواہش ظاہر فرمائی۔ پھر آپ حضورؐ کی خدمت میں حاضری دینے کے لئے گئے۔ اُن دنوں حضورؐ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے چھپ کر وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے۔

اس دن آپؐ حضرت ارقمؓ کے گھر میں وعظ و نصیحت فرما رہے تھے اور آپ کے ساتھ اور صحابہؓ کرام بھی تھے۔ حضرت عمرؓ وہاں پہنچے اور دروازے پر دستک دی آپ کے پاس تلوار بھی تھی، دوسرے صحابیوں نے جب دیکھا تو ڈرے اور بولے کہ عمر آتے ہیں، ان میں سے ایک صحابی نے کہا کہ اگر نیک ارادے سے آیا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ اسی کی تلوار ہو گی اور اسی کی گردن ہو گی۔ حضورؐ نے دروازہ کھولنے کی اجازت فرمائی اور آپ جب داخل ہوئے تو حضورؐ نے آپ کا دامن پکڑ کر فرمایا "عمر تم کس ارادے سے آئے ہو" حضورؐ کی پُر رعب آواز سے آپ کپکپا گئے اور فرمایا کہ مسلمان ہونے کے لئے حاضر ہوا ہوں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا اور باقی تمام صحابیوں نے بھی نعرۂ تکبیر کی صدا بلند کی پھر حضرت عمرؓ نے کلمہ شہادت پڑھا اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔

حضرت عمرؓ کے ایمان لانے کے بعد اسلام کو کافی ترقی ہوئی جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ پہلے ہم چھپ کر نماز پڑھا کرتے تھے آپ کے مسلمان ہونے کے بعد ہم نے بیت اللہ شریف میں نماز پڑھنا شروع کی اور جب کفار نے یہ خبر سنی تو بولے کہ مسلمانوں نے آج ہم سے بدلہ لے لیا۔ حضورؐ کی برکت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسلام جیسی دولتِ عظمیٰ سے مالا مال فرمایا۔

بچو! ہمیں بھی اسلام کی خاطر جتنی بھی تکلیفیں دی جائیں ایمان و اسلام کو ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہیئے۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ کی بہن نے اسلام کی خاطر تکلیف برداشت کی۔ مگر اسلام کو نہ چھوڑا؟

آرزو

سیم و زر دے نہ لعل و گوہر دے
مجھ کو یارب نگاہِ بوذرؓ دے
فقر و مستی کی سلطنت دے کر
ہم فقیروں کو بادشہ کر دے
میرے اللہ! میری رگ رگ میں
علم و عرفاں کی بجلیاں بھر دے
وہ زباں دے جو تیرا ذکر کرے
جو جھکے تیرے در پہ وہ سر دے
عشق کے راز کھول دے دل پر
میرے سینے کو نور سے بھر دے
میرے مالک مرے گناہوں پر
اپنی رحمت کے ڈال دے پردے
عقل کے وار سے بچا لیکن
عشق کا درد زندگی بھر دے
بے عمل ہے یہ تیرا یزدانی
اس کو ایمان آشنا کر دے

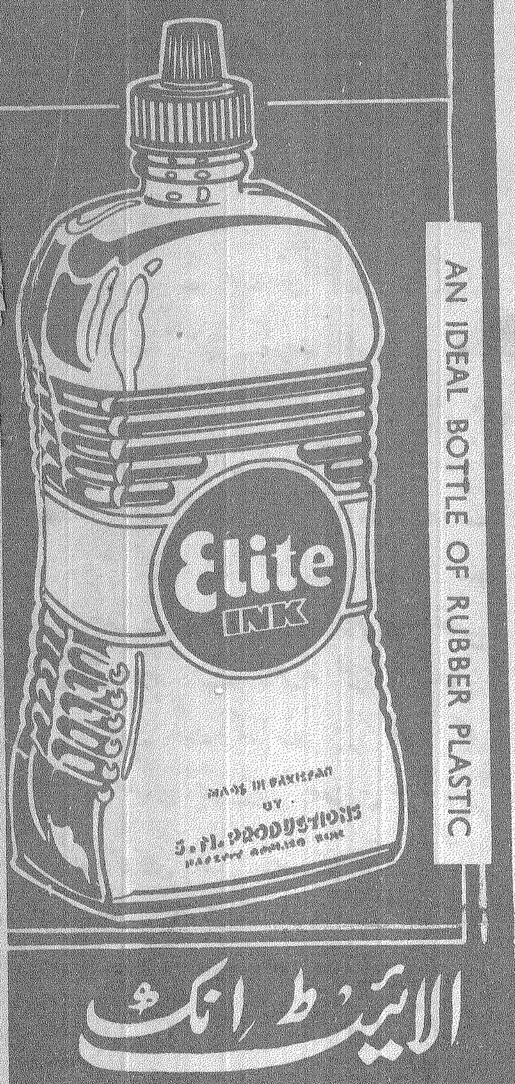
عبداللہ یزدانی
ڈیرہ اسمٰعیل خاں،

ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۴۸۱-۲۷۳۰ T.B.C مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء



سوانحِ حیات

قطب الاقطاب شیخ المشایخ

حضرت مولانا عبد القادر رائپوری

قدس اللہ سرہ العزیز

از قلم

مفکرِ اسلام مولانا سید ابو الحسن علی ندوی

حضرت مولانا رائپوری رحمۃ اللہ علیہ کی سوانحِ حیات کی تدوین کے سلسلہ میں مؤلف نے جو گرامی نامہ اپنے دینی و روحانی بھائیوں کو ارسال کیا، قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

مکرّم و محترم، زید لطفہ — السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ!

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا سانحۂ وفات ایک ایسا حادثہ ہے، جس میں ہم سب تعزیت کے محتاج اور تعزیت کے مستحق ہیں اور درحقیقت پوری امّتِ اسلامیہ اس خسارہ میں شریک ہے اور ایک دوسرے کی تعزیت کے مستحق ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس مصیبتِ عامہ میں ہماری تسکین و چارہ گری فرمائے اور ہمیں ان گمراہیوں اور فتنوں سے بچائے جو ایسے مقبولینِ بارگاہِ الٰہی اور خاصانِ خدا کے اُٹھ جانے سے متوجہ ہوتے ہیں۔

حضرت کی وفات کے بعد حضرت کے بعض خدام اور اہلِ تعلق کو شدت سے ضرورت محسوس ہوئی کہ حضرت کی سوانحِ حیات جلد مرتب کی جائے۔ اگرچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جس طرح اپنے کو مٹایا اور ساری عمر اپنے کمالات کو پردۂ خفا میں رکھا، نیز آپ کی ذات جتنی ہمہ گیر اور کثیر الجہات تھی، اس کی بنا پر حضرت کے سوانح کا مرتب کرنا اور حضرت کی عظمت و شخصیت کو نمایاں کرنا نہایت دشوار اور نہایت نازک کام ہے، پھر بھی اس لیے کہ ایسی کتاب کا جلد سامنے آنا اہلِ تعلق کے تعلق کے دوام و استحکام اور ان کے استفادہ کے لیے نہایت ضروری ہے۔ اس بات کی ہمت کی گئی ہے کہ یہ سوانح قابلِ اعتماد اور مستند طریقہ پر مرتب کی جائے۔ جہاں تک خاندانی ابتدائی حالات کا تعلق ہے وہ راقم سطور نے خود ڈھنڈیاں میں حضرت کے اعزّہ اور اہلِ خاندان سے دریافت کر کے محفوظ کر لیے ہیں لیکن اس کتاب کی تکمیل آپ کی توجہ اور تعاون کے بغیر ممکن نہیں۔ میں جناب والا کی سہولت کے لیے چند عنوانات تحریر کرتا ہوں لیکن ان پر اکتفا ضروری نہیں ہے۔ آپ جس واقعہ اور جن معلومات کو سوانح کے لیے ضروری یا مفید سمجھتے ہوں ان کو بے تکلف تحریر فرمائیں:

(۱) کوئی ایسا واقعہ یا واقعات جس کا تعلق حضرت کے حالاتِ زندگی سے ہو (۲) کوئی ایسا واقعہ یا واقعات جس سے حضرت کی شخصیت، ذوق اور آپ کے کمالات کے سمجھنے میں مدد ملے۔ (۳) حضرت کا اخلاق، شفقت اور آپ کے ساتھ کوئی خاص واقعہ یا معاملہ (۴) ایسے واقعات جن سے حضرت کے طریقۂ تربیت کا اندازہ ہوتا ہو اور اس کا اندازہ ہو کہ اس فن میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیا مرتبۂ اجتہاد عطا فرمایا تھا (۵) پنجاب کے دوروں کی تفصیلات اور آپ کے فیوض و برکات کے شواہد اور آثار (ان دوروں میں کتنے لوگ مستفید ہوئے، کتنے لوگوں کی اصلاح ہوئی، تعلیم و تربیت کے کیا ذرائع پیدا ہوئے، مدارسِ دینیہ کا قیام وغیرہ) — (۶) خاص ملفوظات و ارشادات —

امید ہے کہ اس ضروری کام کی طرف جو جناب والا کے لیے فرحت بخش بھی ہے اور باعثِ تسکین بھی، جلد توجہ مبذول فرمائی جائے گی، اس سلسلہ میں جتنی زیادہ تفصیل اور بسط ہوگا، اتنی ہی زیادہ موجبِ تشکر اور باعثِ ممنونیت ہوگا اور اتنی ہی زیادہ مقدار میں مؤلّفِ کتاب کو ضروری مواد میسّر آئیگا۔ یہ بھی بے تکلف عرض کر دینا مناسب ہے کہ مؤلّف کو اس میں سے کتاب کی ترتیب اور مقاصد کے مطابق انتخاب کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی جائیگی۔ والسلام مع الاکرام

ابو الحسن علی

نوٹ: سوانح کی اشاعت کا شرف ادارہ "القادر" ناشرانِ کتب اسلامی لاہور حاصل کریگا۔